"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

ماہنامہ

خالد

ربوہ

مئی ۱۹۸۴ء
ہجرت ۱۳۶۳ ہش

مدیر
منیر احمد جاوید

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ

بیرونی ملکوں کے دورہ پر روانہ ہو گئے

احبابِ جماعت دورہ کی کامیابی کیلئے بالالتزام دعائیں کرتے رہیں

امام جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع حضرت سیدہ بیگم صاحبہ و دیگر اہلِ قافلہ بیرونی ملکوں کے دورہ پر تشریف لے گئے ہیں اور آجکل لندن میں قیام فرما ہیں۔

احبابِ جماعت بالالتزام دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سفر و حضر میں حضور ایدہ اللہ کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

جاتے ہو مری جان خدا حافظ و ناصر ❖ اللہ نگہبان خدا حافظ و ناصر
ہر گام پہ ہمراہ رہے نصرتِ باری ❖ ہر لمحہ و ہر آن خدا حافظ و ناصر

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے البیت المبارک میں ۲۸ اپریل ۱۹۸۴ء کو بعد از نماز عشاء حاضر احباب جماعت کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ:-

"مَیں آپ کو صبر کی تلقین کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھیں سب سے بڑی طاقت صبر کی طاقت ہے جو الٰہی جماعتوں کو دی جاتی ہے اور جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

صبر دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہے اور دعاؤں میں قوت پیدا کرتا ہے اور الٰہی جماعتوں کا صبر روحانیت میں تبدیل ہونے لگتا ہے۔ اس لحاظ سے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ جماعت ایک نئے روحانی دَور میں داخل ہو رہی ہے۔ لہٰذا یہ غم جو آپ کو ملا ہے اس کی حفاظت کریں اور اس کو دردناک دعاؤں میں تبدیل کرتے رہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کی دعاؤں اور گریہ وزاری سے عرش کے کنگرے بھی لرزنے لگیں گے۔ پس اس غم کی حفاظت کریں اور اسے ہرگز نہ مرنے دیں یہاں تک کہ خدا کی تقدیر خود اسے خوشیوں میں تبدیل کر دے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دُنیا کی ساری طاقتیں بھی مل کر آپ کو شکست نہیں دے سکتیں۔ لازماً آپ کامیاب ہوں گے۔"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

رجب ۱۴۰۳ھ

مئی ۱۹۸۳ء
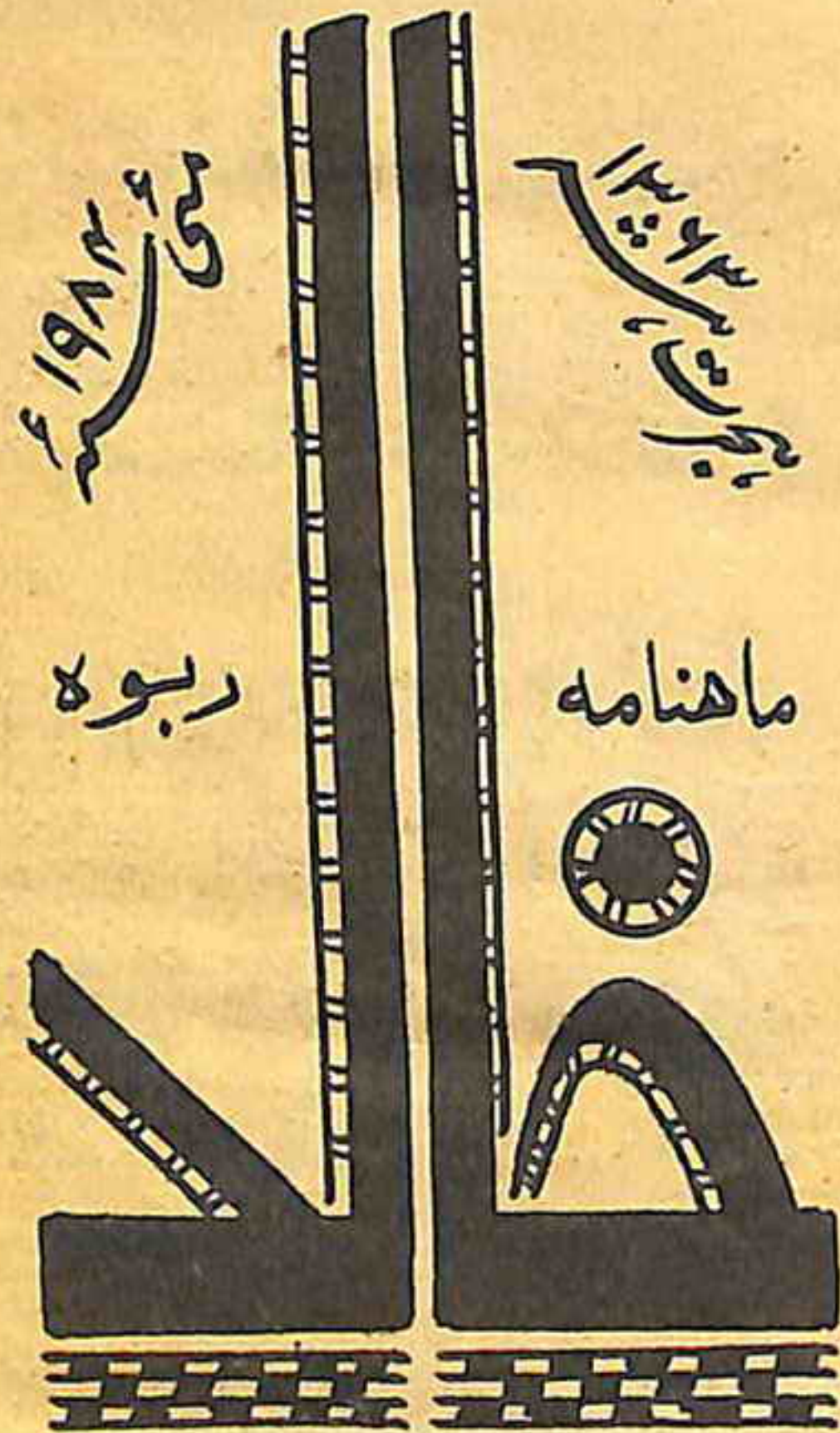
ماہنامہ

خالد

ربوہ

مُدیر:- منیر احمد جاوید

نائب مُدیر:- عبد السمیع خان

معاونین:- محمود احمد شاد - فضیل عیاض احمد

اس شمارے میں

جلد ۳۱ ـــــ شمارہ ۷

قیمت سالانہ : ۲۵ روپے

" ماہانہ : ۲ روپے ۵۰ پیسے

پبلشر:- مبارک احمد خالد پرنٹر:- سید عبد الحی مطبع: ضیاء الاسلام - ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ رجسٹرڈ نمبر ایل: ۵۸۳۰

کتابت:- حمید الدین - ناصر آباد - ربوہ

- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ (البقرہ : ۱۵۴)

ترجمہ :- اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر اور دُعا کے ذریعہ سے (اللہ کی) مدد مانگو۔ اللہ یقیناً صابروں کے ساتھ (ہوتا) ہے۔

- وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ (الرعد : ۲۳ : ۲۵)

ترجمہ :- اور جنہوں نے اپنے ربّ کی رضا کی طلب میں ثابت قدمی سے کام لیا ہے۔ اور نماز کو عمدگی سے ادا کیا ہے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے چھپ کر (بھی) اور ظاہر (بھی ہماری راہ میں) خرچ کیا ہے اور (جو) بدی کو نیکی کے ذریعہ سے دُور کرتے (رہتے) ہیں، انہی کے لئے اس گھر کا (بہترین) انجام (مقدّر) ہے۔ یعنی مستقل رہائش کے باغات جن میں وہ (خود بھی) داخل ہوں گے اور اُن کے بڑوں اور اُن کی بیویوں اور ان کی نسلوں میں سے بھی۔ (وہ لوگ) جنہوں نے نیکی اختیار کی ہوگی (اس میں داخل ہوں گے) اور فرشتے ہر دروازہ سے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے) تمہارے لئے سلامتی ہے کیونکہ تم ثابت قدم رہے۔ پس (اب دیکھو کہ تمہارے لئے) اس گھر کا کیا ہی اچھا انجام ہے۔

- سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے ہیں کہ :-

● "مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے سارے کام برکت ہی برکت ہوتے ہیں۔ یہ فضل صرف مومن کے لئے مختص ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی و مسرّت اور فراخی نصیب ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ اور اس کی شکر گزاری اس کے لئے مزید خیر و برکت کا موجب بنتی ہے۔ اور اگر اس کو کوئی دُکھ اور رنج، تنگی اور نقصان پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے۔ اور اس کا یہ طرزِ عمل بھی اس کے لئے خیر و برکت کا باعث بن جاتا ہے۔ کیونکہ وہ صبر کرکے ثواب حاصل کرتا ہے۔" (مسلم۔ کتاب الزھد۔ باب المومن امرہ کلہ خیرٌ)

● "حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: کسی مومن کو کوئی مصیبت، کوئی دُکھ، کوئی رنج و غم، کوئی تکلیف اور پریشانی نہیں پہنچتی یہانتک کہ ایک کانٹا بھی نہیں چبھتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ (مسلم۔ کتاب البر و الصلۃ۔ باب ثواب المومن فیما یصیبہ .....)

● حضرت سمیہؓ جب اسلام لائیں تو آپ، آپکے شوہر حضرت یاسرؓ اور بیٹے عمّارؓ کو خاندانِ مغیرہ نے شرک پر مجبور کیا۔ لیکن آپ اپنے عقیدہ پر شدّت سے قائم رہے۔ جس کا صلہ یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکّہ کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا کرتے تھے۔ لیکن اس سے آپ کے پائے ثبات میں ذرّہ بھر لغزش نہ آتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جب ادھر سے گذرتے تو ان کی یہ حالت دیکھ کر انہیں مخاطب کرکے فرماتے:۔

صبرًا یا آلِ یاسر! اِنَّ مَوْعِدَ کُمُ الْجَنَّۃُ

(اصابہ فی ذکر سمیّہ)

کہ اے آلِ یاسر صبر کرو۔ اس کے عوض تمہیں خدا کی رضا کی جنّت حاصل ہوگی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیّہ فرماتے ہیں:۔

● "صبر ایک ایسی چیز ہے جس کا ثواب بے حد و بے شمار ہے ..... خدا تعالیٰ ان لوگوں کی زندگی کے دو حصّہ کرتا ہے جو صبر کے معنی سمجھ لیتے ہیں۔ اوّل یہ: جب وہ دُعا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے قبول کرتا ہے جیسا کہ فرمایا اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ[1]

---

[1] سورۃ المؤمن : ۶۱

اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ [1]

دوم: بعض دفعہ اللہ تعالیٰ مومن کی دُعا کو بعض مصلحت کی وجہ سے قبول نہیں کرتا تو اُس وقت مومن خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے .... مومن کو مصیبت کے وقت میں غمگین نہیں ہونا چاہیئے وہ نبی سے بڑھ کر نہیں ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ مصیبت کے وقت ایک محبت کا سرچشمہ جاری ہو جاتا ہے۔ مومن کو کوئی مصیبت نہیں ہوتی جس سے اس کو ہزارہا قسم لذّت نہیں پہنچتی۔ بلکہ مومن کو آرام کی زندگی میں ایسی لذّت نہیں ہوتی جیسا کہ مصیبت کے زمانے میں ان کو لذّت پہنچتی ہے۔ خدا کے لوگوں کو یہ ایک مرض ہوتی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ اُن کو خدا سے مار پڑتی رہے۔" (البدر جلد ۲ ۹ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۰۳ء صہ ۶۷)

نیز فرمایا:۔

"مومن کے لئے مصائب ہمیشہ نہیں رہتے اور نہ لمبے ہوتے ہیں۔ بلکہ اُس کے واسطے رحمت، محبت اور لذّت کا چشمہ جاری کیا جاتا ہے۔ عاشق لوگ عشق کے غلبہ کے وقتوں اور اُس کے دردوں میں ہی لذّت پاتے ہیں یہ باتیں گو ایک خشک محض انسان کے لئے سمجھانی مشکل ہیں۔ مگر جنہوں نے اس راہ میں قدم مارا ہے۔ وہ اُن کو خوب جانتے ہیں بلکہ اُن کو تو معمولی آرام اور آسائش میں وہ چین اور لذّت نہیں ہوتی جو دُکھ کے اوقات میں ہوتی ہے...... اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ اپنے بندوں کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچنے دیتا اور ہر طرح سے عیش و آرام میں اُن کی زندگی بسر کرواتا۔ اُن کی زندگی شاہانہ زندگی ہوتی۔ ہر وقت اُن کے لئے عیش و طرب کے سامان مہیّا کئے جاتے۔ مگر اُس نے ایسا نہیں کیا۔ اس میں بڑے اسرار اور راز نہانی ہوتے ہیں.... ان لوگوں میں بعض خُلق ایسے پوشیدہ ہوتے ہیں کہ جب تک اُن پر تکالیف اور شدائد نہ آویں۔ اُن کا اظہار ناممکن ہوتا ہے...... دُکھ کے زمانہ کو بُری نظر سے نہ دیکھو۔ یہ خدا سے لذّت کو اور اس کے قرب کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اُسی لذّت کے حاصل کرنے کے واسطے جو خدا کے مقبولوں کو ملا کرتی ہے دُنیوی اور سفلی کُل لذّات کو طلاق دینی پڑا کرتی ہے۔ خدا کا مقرّب بننے کے واسطے ضروری ہے کہ دُکھ سہتے جاویں اور شکر کیا جاوے۔"

(الحکم جلد ۷ ۱۱ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء صہ ۱۲-۱۳)

---

[1] سورۃ البقرہ : ۱۸۷

اے میری اُلفت کے طالب!

مَیں اپنے پیاروں کی نسبت ہرگز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں اور ان کی نگاہ رہے نیچی
وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر شیروں کی طرح غراتے ہوں
ادنیٰ سا قصور اگر دیکھیں تو مُنہ میں کف بھر لاتے ہوں
وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر امّید لگائے بیٹھے ہوں
وہ ادنیٰ ادنیٰ خواہش کو مقصود بنائے بیٹھے ہوں
شمشیرِ زباں سے گھر بیٹھے دشمن کو مارے جاتے ہوں
میدانِ عمل کا نام بھی لو تو جھینپتے ہوں گھبراتے ہوں
گیدڑ کی طرح وہ تاک میں ہوں شیروں کے شکار پہ جانے کی
اور بیٹھے خوابیں دیکھتے ہوں وہ اُن کا جُوٹھا کھانے کی
اَے میری اُلفت کے طالب یہ میرے دِل کا نقشہ ہے
اب اپنے نفس کو دیکھ لے تُو وہ ان باتوں میں کیسا ہے
گر تیری ہمّت چھوٹی ہے گر تیرے ارادے مُردہ ہیں
گر تیری اُمنگیں کوتہ ہیں گر تیرے خیال افسردہ ہیں
کیا تیرے ساتھ لگا کر دِل مَیں خود بھی کمینہ بن جاؤں
ہوں جنّت کا مینار مگر دوزخ کا زینہ بن جاؤں
ہے خواہش میری اُلفت کی تُو اپنی نگاہیں اُونچی کر
تدبیر کے جالوں میں مت پھنس کر قبضہ جا کے مقدّر پر
مَیں واحد کا ہوں دلدادہ اور واحد میرا پیارا ہے
گر تُو بھی واحد بن جائے تو میری آنکھ کا تارا ہے
تُو ایک ہو ساری دُنیا میں کوئی ساجھی اور شریک نہ ہو
تُو سب دُنیا کو دے لیکن خود تیرے ہاتھ میں بھیک نہ ہو

(کلامِ محمود)

ایک امام کے پیچھے صف بستہ ___ صفوں میں کامل اتحاد۔ گویا بنیانٌ مرصوصٌ ___ محوِ نماز ___ اپنے مولا سے راز و نیاز ___ قراءتِ امام میں سوز و گداز ___ محبت و پیار اور درد میں ڈوبی ہوئی آواز ___ مقتدیوں پر بھی عجب وارفتگی کا عالَم ___ دُنیا و مافیہا سے بے خبر ___ بے نیاز ___

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" سے کلامِ پاک کی تلاوت کا آغاز ___ سینوں میں موجزن شوقِ زیارتِ حبیب میں تلاطم ___ کلامِ یار کا ایک ایک لفظ، ایک ایک حرف دلوں میں اترتا ہُوا ___

"اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کے الفاظ میں اپنے عجز ___ اور اپنے مولا کی عظمت و کبریائی کے اقرار کے ساتھ ___ فریادرسی کی دردبھری التجا ___ یارِ ازل سے براہِ راست تخاطب ___ مقامِ احسان ___ دیدارِ یار ___ "اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کی تکرار ___ ازخود رفتہ ___ ہر یار کے لئے بے چین و بے قرار ___ آہیں ___ ہچکیاں ___ چیخیں ___ دلدوز چیخیں ___ آنسو ___ آنسوؤں کی برسات ___ ہر آنسو بیتابانہ اور بے اختیار ___ گویا دل پگھل کر بہہ رہے ہوں ___ آہ و بکا کی شدّت ___ گریہ وزاری کا عروج ___

کیوں بھائی! ___ یہ شورِ محشر کیوں؟ ___ کس لئے؟ ___ کس کی خاطر؟

کیا کوئی جانی عزیز فوت ہُوا؟ ___ نہیں

کسی کا گھر جلا؟ ___ نہیں

کسی کا مال چھِنا؟ ___ نہیں

کوئی جائیداد لُٹی؟ ___ نہیں

تو پھر کیا ہُوا؟ ___ یہ شورِ قیامت کیوں؟ ___

بھائی! تم ہمیں غلط سمجھے ــــــــــ ایسی کوئی بات نہیں ہے ــــــ
ہمیں ان سے کوئی پیار نہیں ہے ــــ
یہ سب چیزیں تو فانی ہیں۔
ہم ان کو لیکر کیا کریں گے۔
ہم تو ــــــــ اُس یارِ ازل کے دیوانے ہیں
اُس کے عاشق ــــ پروانے ہیں
جو سب سے بڑھ کر، سب پر غالب ہے
ہم اُس کی قربت اور عظمت کے طالب ہیں

اُس نے کہا: تم چھا جاؤ گے
اپنے عشق کی گرمی سے
سب دُنیا کو
گرما جاؤ گے

اے شاہِ زماں خالقِ انوارِ محبّت
اے جانِ جہاں! رونقِ گلزارِ محبّت
کُوچہ میں ترے گرم ہے بازارِ محبّت
"سر بیچتے پھرتے ہیں خریدارِ محبّت"
ہم کو بھی عطا ہو کہ تری عام ہے رحمت
اِک سوزِ دروں خلعتِ دربارِ محبّت
شعلہ سا ترے حکم سے سینوں میں بھڑک جائے
پھر بُجھ نہ سکے تا بہ ابد نارِ محبّت
ہاتھوں میں لئے کاسۂ دل آئے ہیں مولا
خالی نہ پھریں تیرے طلب گارِ محبّت (آمین)

(دُرِّ عدن)

قدرتی نعمت
قدرتی مٹھاس
قدرتی توانائی

پاکستان میں

تازہ پھلوں کے باغات
کے وسیع ترین سلسلہ سے

شیزان قدرت کی پیدا کردہ نعمتیں یکجا کر کے
آپ کی توانائی و تازگی کے لئے فوڈ پراڈکٹس کا
ایک وسیع انتخاب پیش کرتا ہے۔

- اسکواش
- کارڈئیل
- مارملیڈ
- چٹنی
- شربت
- جام
- پکلز
- مربّہ جات
- جوس
- جیلی
- اچار
- مٹر

شیزان

آپ کی زندگی کے لذیذ لمحے

شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ - لاہور - کراچی

adcom 397-44-82

گلستان - گلستان

انتخاب حکایاتِ رومیؒ و سعدیؒ

۹- اپنے جیسا مت سمجھو

ایک بنئے کے پاس طرح طرح کی بولیاں بولنے والا سبز رنگ کا خوبصورت طوطا تھا۔ وہ طوطا مالک کی غیر حاضری میں دکان کی نگہبانی کرتا اور گاہکوں سے مزے مزے کی باتیں کیا کرتا تھا۔ ایک دن بنیا اپنے گھر گیا ہوا تھا اور طوطا دکان کی نگہبانی کر رہا تھا کہ یکایک ایک بلی چوہے کے پیچھے دوڑی طوطا خوفزدہ ہو کر ایک طرف بھاگا وہاں روغنِ بادام کی چند بوتلیں پڑی ہوئی تھیں وہ سب لڑھک گئیں اور روغن بادام زمین پر بہہ گیا۔ بنیا گھر سے لوٹا اور روغن کو زمین پر بہتے دیکھا تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور غصّے سے طوطے کے سر پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ وہ بیچارہ گنجا ہو گیا۔ چونکہ طوطے کو بے قصور سزا ملی تھی وہ بُرا مان گیا اور بول چال ترک کر دی۔ اسکی خاموشی سے بنیا بہت پشیمان ہوا بہتیرے جتن کئے لیکن طوطے کی مہر سکوت نہ ٹوٹی۔ اس طرح کافی مدّت گزر گئی۔ ایک دن وہ دکان میں طوطے کی خاموشی کے غم میں غلطاں بیٹھا تھا کہ ایک منڈے ہوئے سر والا درویش دکان کے سامنے سے گزرا۔ طوطے نے جونہی اس کو دیکھا زور سے پکار اٹھا "ارے گنجے شاید تُو نے بھی تیل کی بوتل لنڈھائی جو تجھے بھی گنجا ہونا پڑا"۔ جو لوگ وہاں موجود تھے وہ طوطے کی بات سن کر بے اختیار ہنس دیے کہ اس طوطے نے درویش کو بھی اپنے جیسا ہی سمجھا۔

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر شِیر

اللہ پاک کے بندوں کو اپنے جیسا مت سمجھو۔ اگرچہ لکھنے میں شیر اور شِیر کو ایک ہی طرح لکھا جاتا ہے لیکن ان میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے (حکایات رومیؒ مترجم، مطبوعہ شعاعِ ادب لاہور صفحہ ۳۸-۳۹)

۱۰- اپنی ہی تصویر نظر آتی ہے

ایک دن ابوجہل رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ تمام بنو ہاشم میں آپکی صورت

(نعوذ باللہ) بہت قبیح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو نے سچ کہا۔ اسی اثناء میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ وہاں تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے اقدس پر نظر ڈال کر فرمایا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ آسمانِ حسن کے آفتاب ہیں۔ حضور صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے بھی سچ کہا۔

اسوقت جو صحابہ کرام رضؓ وہاں موجود تھے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے ابوجہل اور ابوبکر رضؓ دونوں کو سچا کہہ دیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک صاف و شفاف آئینہ ہوں۔ اس میں جیسا کوئی ہوگا ویسا ہی نظر آئے گا (یعنی اس آئینے میں ان دونوں نے اپنی اپنی صورت دیکھی) ؎

ہر کہ آئینہ باشد پیش رو
زشت و خوبِ خویش را بیند درد

(جس کے سامنے بھی آئینہ ہوگا وہ اسمیں اپنا اچھا برا سب کچھ دیکھ لے گا)
(ایضاً صد ۵۳-۵۴)

• فلسفی ! ؏ از حواس انبیاء بیگانہ است

ایک قاری بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا۔ ایک فلسفی ادھر سے گزرا جب قاری نے یہ آیت پڑھی قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (سورہ الملک ع۲)
(اے رسولؐ ان سے کہو کہ بھلا دیکھو تو یہ تمہارا پانی (جو تم پیتے ہو) خشک ہو جائے تو پھر کون ہے جو تمہارے لئے پانی کے چشمے جاری کردے) تو فلسفی کہنے لگا ہم زمین کو کدال سے کھودیں گے اور اسکی تہہ سے پانی اوپر کھینچ لائیں گے۔

رات کو سویا تو ایک بزرگ خواب میں تشریف لائے اور اس زور سے تھپڑ رسید کیا کہ فلسفی کی بصارت زائل ہو گئی پھر وہ اس سے فرمانے لگے کہ اے بدبخت اگر تو سچا ہے تو ان آنکھوں کے چشموں میں بھی پانی لا۔
صبح کو بیدار ہوا تو خواب کا ماجرا حقیقت بن کر سامنے آگیا۔ بصیرت سے تو پہلے ہی محروم تھا اب بصارت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔ بدبخت کی عقل پر فلسفہ نے پردہ ڈال دیا تھا ورنہ اب بھی بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر استغفار کرتا اور روتا تو دریائے رحمت جوش میں آجاتا اور اس کی آنکھوں کا نور واپس آجاتا۔
(ایضاً صد ۹۸-۹۹)

●۔ دُنیا سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی

حضرت ابراہیم ادہمؒ تاج و تخت پر لات مار کر جنگل میں گوشہ نشین ہو گئے تھے اور دن رات یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے ایک دن وہ دریا کے کنارے پر بیٹھ کر اپنی گدڑی سی رہے تھے کہ ان کے دیرینہ امرائے دولت میں سے ایک امیر وہاں سے گزرا۔ اس نے حضرت ابراہیم ادہمؒ کو پہچان کر سلام کیا اور حیرت زدہ ہو کر پوچھا کہ آپ نے سلطنت کو چھوڑ کر فقر کی راہ کیوں اختیار کر لی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی عظیم الشان سلطنت سے منہ موڑ کر آپ ایک گدا کی طرح اپنی گدڑی کیوں سی رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم ادہمؒ اس کی باتیں سُن کر مسکرا دیے اور اپنی سوئی دریا میں پھینک دی پھر انہوں نے باآوازِ بلند سوئی کو واپس آنے کیلئے کہا۔ یکایک پانی سے ہزاروں مچھلیوں نے اس طرح سر ابھارا کہ ہر ایک کے منہ میں سونے کی ایک سوئی تھی۔ حضرت ابراہیم ادہمؒ نے امیر سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیوں اے بھائی باطن کی دولت بہتر ہے یا دنیا کی حقیر بادشاہت؟ اس امیر نے حضرت ابراہیم ادھمؒ کی یہ کرامت دیکھی تو وجد میں آ گیا اور کہنے لگا

ماہیاں از پیر آگہ ما بعید
ماشقی زیں دولت و ایشاں سعید

مچھلیاں تو مردِ حق کے مرتبے سے واقف ہیں لیکن ہم بدبخت اس دولت سے محروم ہیں۔ درحقیقت مچھلیاں ہی حق آگاہ ہیں۔

پھر خوب رویا یہاں تک کہ نجاست دُور ہو گئی اور اس نے خدا سے لو لگا لی۔

(ایضاً صد ۸۲)

●۔ عبادت کی رُوح ——— ذوق و اخلاص

حضرت شعیب علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بیشمار گناہ اور جُرم سرزد ہوتے دیکھے ہیں لیکن وہ اپنے کرم کی وجہ سے مجھ کو نہیں پکڑتا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت شعیبؑ نے اس شخص سے فرمایا کہ تو نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ان گنت گناہوں میں سے کسی جرم کا مواخذہ نہیں کیا۔ اے کمینے تیرا یہ خیال کہ حق تعالیٰ نے تجھے گناہوں کیلئے کھلی چھٹی دے رکھی ہے حقیقت کے بالکل خلاف ہے اور تُو سیدھے راستے سے بھٹک کر خطرناک جنگل میں جا پھنسا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو غیر محسوس طور پر بارہا تیری گرفت کرتا رہتا ہے لیکن تیرا دل اس سیاہ دیگ کی مانند ہے کہ جس کو

زنگ کی تہوں نے برباد کردیا۔ اسی لئے تو خدا کے بھیدوں کے جاننے سے اندھا ہوگیا ہے۔ اگر ایک لوہار سیاہ فام حبشی قوم کا ہو تو دھواں اس کے چہرے کے ہم رنگ ہوتا ہے اس لئے وہ اس کے بُرے اثر کو محسوس نہیں کرتا۔ لیکن کوئی (سفید رنگ والا) رومی لوہار کا پیشہ اختیار کرلے تو دھوئیں سے اس کا چہرہ داغدار ہو جاتا ہے۔ وہ فوراً پشیمانی کے آنسوؤں سے اس کو دھونے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس پیشہ کو ترک کردیتا ہے۔ اگر ایسا نہ کرے تو اس کا چہرہ بھی ایک دن دھوئیں کے ہم رنگ ہو جائیگا اور اسکا ذہن اس کے بُرے اثر کو قبول نہیں کریگا۔ اسی طرح جو شخص گناہ کرکے اس پر اصرار کرتا ہے تو اس کی عقل پر پتھر پڑ جاتے ہیں اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اور گناہ بھی اس کو اچھا لگتا ہے۔ ایسا شخص بے دین ہو جاتا ہے۔ اصل میں پشیمانی کا احساس سلب ہو جانے کی وجہ سے اس کے آئینۂ دل پر زنگ کی ساٹھ تہیں چڑھ جاتی ہیں اور پھر ایک دن یہ زنگ خاص اس کے دل کو بھی کھانے لگتا ہے۔ حضرت شعیبؑ کی باتیں سُن کر اس شخص نے کہا کہ آپ نے بجا فرمایا لیکن یہ تو بتائیے کہ اگر خدا میرے گناہوں کا مؤاخذہ کرتا ہے تو اسکی علامت کیا ہے؟

حضرت شعیبؑ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اے مولائے کریم یہ شخص مجھکو جھٹلاتا ہے اور تیری گرفت کا ثبوت طلب کرتا ہے۔

بارگاہِ خداوندی سے ارشاد ہوا کہ میں عیبوں کو چھپانیوالا ہوں اس لئے اس کے راز فاش نہ کروں گا۔ البتہ اپنی گرفت کی علامت بتاتا ہوں۔ وہ یہ کہ یہ شخص نماز پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، دعائیں مانگتا ہے اور دوسری عبادات بھی کرتا ہے لیکن اس کو کسی عبادت میں بھی روحانی لذّت حاصل نہیں ہوتی۔ بیشک وہ کثرت سے عبادت اور نیک عمل کرتا ہے مگر ایک ذرّہ بھی مزہ نہیں پاتا۔ بات یہ ہے کہ اس کی عبادت ظاہر میں تو اچھی ہے لیکن سوز و اخلاص سے خالی ہے۔ جیسے ایک درخت میں بہت سے اخروٹ لگے ہوں لیکن سب مغز سے خالی۔ عبادت وہی ہے جس میں ذوق اور حضوری ہو کہ یہی عبادت کی روح اور مغز ہے جس طرح بے مغز بیج سے درخت نہیں اُگ سکتا اسی طرح ذوق اور اخلاص کے بغیر عبادت بھی کسی کام کی نہیں۔ حضرت شعیب سے یہ نکتے سُن کر وہ شخص ان کا مُنہ تکتا رہ گیا اور اس سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ (ایضاً صد ۱۰۴ تا ۱۰۶)

● حضرت بایزید بسطامیؒ اور آتش پرست

حضرت بایزید بسطامیؒ کے زمانے میں ایک آتش پرست کو ایک مسلمان نے دعوتِ اسلام دی اور

کہا کہ اسلام قبول کر لینے سے نہ صرف تمہاری نجات ہو جائیگی بلکہ تجھکو عزت اور سرداری بھی حاصل ہو جائیگی۔

آتش پرست نے کہا کہ اسلام اگر یہی ہے جو شیخ بایزیدؒ کا ہے تو وہ میری طاقت سے باہر ہے کیونکہ اس اسلام کو انہوں نے بڑی ریاضت سے حاصل کیا ہے۔ میں اگرچہ مسلمان نہیں ہوں لیکن حضرت بایزیدؒ کے ایمان پر میرا ایمان ہے اور میں اپنے دل میں اُس سے عقیدت رکھتا ہوں۔ یہ الگ بات ہے کہ میرے منہ پر سخت مہر لگی ہوئی ہے لیکن اگر تم مجھے ایسے ایمان کی طرف دعوت دیتے ہو جو تمہارا ہے تو میں ایسے ایمان سے باز آیا۔ اگر کسی کے دل میں ایمان کی طرف رغبت بھی پیدا ہو تو وہ ایسے ایمان کو دیکھکر جاتی رہتی ہے کیونکہ تم میں صرف ایمان کا نام ہی نام ہے اس کی روح نہیں۔

(ایضاً صد ۱۹۳)

۰۔ ابھی دُعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ......

عجم کا ایک بادشاہ بڑا ظالم تھا رعیت پر طرح طرح کی سختیاں کرتا تھا اور بیشمار لوگوں کو قید میں ڈال رکھا تھا۔ ایکدفعہ اس کے بدن پر ایک موذی پھوڑا نکل آیا جو کسی طرح ٹھیک ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ اس کی تکلیف سے بادشاہ سوکھ کر کانٹا بن گیا۔ ایک درباری نے اس کو بتایا کہ جہاں پناہ اس شہر میں ایک خدارسیدہ بزرگ ہیں ان کی دعا سے بگڑے کام بن جاتے ہیں۔ اگر آپ ان سے دعا کرائیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دیگا۔ بادشاہ نے ان کو بلا بھیجا اور دعا کیلئے درخواست کی۔ انہوں نے بادشاہ کو خشمناک ہو کر کہا کہ اے بادشاہ میری دعا تیرے لئے کب مفید ہوگی جب کہ بے گناہ لوگ تیرے ہاتھوں قید و بند کی سختیاں جھیل رہے ہیں انکی بددعائیں تیرا پیچھا کر رہی ہیں جب تک تُو ان مظلوموں پر رحم نہیں کریگا۔ خدا تجھ پر رحم نہیں کریگا بادشاہ پر بزرگ کی باتوں کا بڑا اثر ہوا اور اسنے حکم دیا کہ سب قیدیوں کو رہا کر دیا جائے۔
جب سب لوگ رہا ہو گئے تو اللہ کے اس نیک بندے نے بارگاہِ الٰہی میں نہایت عاجزی سے دعا کی کہ الٰہی تُو نے اسکو نافرمانی میں پکڑا اب اس نے اطاعت اختیار کی ہے تو تُو بھی اس پر رحم فرما۔ ابھی انکی دُعا پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو شفا دے دی۔ اُس نے حکم دیا کہ ان کے سر پر زرو جواہر نچھاور کئے جائیں۔ بزرگ نے زر و جواہر پر ٹھوکر مار کر کہا کہ اے بادشاہ مجھے ان کی حاجت نہیں ہے ہاں تو پھر ایسے کام نہ کرنا کہ یہ بیماری عود کر آئے۔ جب تو ایک بار گرا ہے تو اب قدم جما کر رکھو کہ دوبارہ نہ پھسلے ؎

ز سعدی شنو کیں سخن راستست ۔ نہ ہر بار سے افتادہ برخواستست

سعدی سے سن لے یہ سچی بات ہے کہ کوئی گر کر ہر مرتبہ نہیں اُٹھتا ہے۔ (حکایات سعدی (مترجم) مطبوعہ شعاعِ ادب لاہور صہ ۳۶)

● حسد کا علاج موت ہے

ایک دفعہ میں نے ایک سپاہی کے نوخیز فرزند کو دیکھا کہ کمال درجے کا ذہین اور فطین تھا بچپن ہی سے بڑائی کے آثار اسکی پیشانی سے ظاہر تھے ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی　　　می تافت ستارۂ بلندی

اس کے سر پہ ہوشمندی کیوجہ سے بڑائی کا ستارہ چمک رہا تھا

بادشاہ نے اس کی غیر معمولی ذہانت اور فراست کا چرچا سنا تو اس کو اپنے دربار میں ایک اعلیٰ مرتبہ پر فائز کر دیا۔ دوسرے درباری اس سے حسد کرنے لگے اور بادشاہ کی نظروں سے اس کو گرانے کیلئے ایک دن اس پر خیانت کی تہمت لگا دی لیکن ع

دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست

جب دوست مہربان ہو تو دشمن کیا کر سکتا ہے۔

بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ یہ لوگ تم سے کیوں ناراض ہیں۔ نوجوان نے عرض کی کہ جہاں پناہ جب سے یہ غلام آپ کے زیر سایہ آیا ہے میں نے ہر شخص کو راضی کر لیا ہے۔ البتہ حاسدوں کو میں خوش نہ کر سکا کیونکہ ان کا دل تو اسی وقت ٹھنڈا ہو سکتا ہے جب حضور مجھے ذلیل کر کے اپنے در سے دھتکار دیں

توانم اینکہ نیازارم اندروں دل کسے
حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست
بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست
کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست

میں یہ تو کر سکتا ہوں کہ کسی کی دل آزاری نہ کروں لیکن حاسد کا کیا کروں وہ تو یونہی جل رہا ہے اے حاسد تو مر جا کہ یہ جلنا کڑھنا تو ایسا ہے کہ اسکی تکلیف سے صرف موت ہی تجھے نجات دلا سکتی ہے۔ (ایضاً صہ ۴۲-۴۳)

● نیکی کو دوام ہے

خراسان کے بادشاہوں میں سے ایک نے سلطان محمود بن سبکتگین کو خواب میں دیکھا کہ اس کا

تمام جسم ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل گیا ہے لیکن اس کی آنکھیں اسی طرح اپنے حلقوں میں پھر رہی ہیں اور دیکھ رہی ہیں تمام دانا اس خواب کی تعبیر بیان کرنے سے عاجز رہ گئے سوائے ایک درویش کے جو اس جگہ آیا اور کہا کہ اسکی آنکھیں ابھی تک دیکھ رہی ہیں کہ اس کا ملک دوسروں کے ہاتھوں میں چلا گیا ہے۔ ؎

زندہ است نام فرخ نوشیرواں بخیر
گرچہ بسے گزشت کہ نوشیرواں نماند
خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ آید فلاں نماند

نوشیرواں کا مبارک نام اس کے انصاف کی وجہ سے زندہ ہے اگرچہ نوشیرواں کو مرے ہوئے ایک مدت ہو گئی ہے۔ اے فلاں تو نیکی کر اور زندگی کو غنیمت جان اس سے پہلے کہ یہ آواز آئے کہ فلاں مر گیا (ایضاً صد ۶۳)

۔ بے گناہ کو ستانا موجب غضب الٰہی ہے

ایک بادشاہ نے ایک بے گناہ کی گردن اڑانے کا حکم دیا اس نے کہا اے بادشاہ مجھ پر تجھے جو غصہ ہے اسکی وجہ سے اپنا دین اور دنیا برباد نہ کر۔ قتل کی مصیبت میرے لئے تو لمحہ بھر کیلئے ہو گی لیکن اس کا گناہ تیرے سر پر ہمیشہ رہے گا۔ قطعہ

دورانِ بقا چو بادِ صحرا بگذشت
تلخی وخوشی وزشت وزیبا بگذشت
پنداشت ستم گر کہ جفا بر من کرد
در گردنِ او بماند و بر ما بگذشت

زندگی کا زمانہ صحرا کی ہوا کی طرح گزر گیا مصیبت میں یا راحت میں برا یا بھلا بہرصورت گزر گیا ظالم یہ سمجھتا ہے کہ اس نے ہمیں عذاب دیا ہے۔ یہ عذاب ہم سے گزر گیا اور اسکی گردن کا پھندا بن گیا۔

بادشاہ کو اسکی باتوں سے عبرت ہوئی اور اسکی جان بخشی کر دی

(ایضاً صد ۷۱، ۷۲)

• جواب جاہلاں باشد خموشی

ایک عالم و فاضل شخص ایک ملحد (دہریے) سے بحث کر رہا تھا وہ جو دلیل پیش کرتا ملحد اسے ردّ کر دیتا اور کہتا میں تو تمہاری دلیل کے ماخذ ہی کو سرے سے نہیں مانتا۔ ناچار وہ عالم بحث سے دستبردار ہو کر وہاں سے چل دیا۔ کسی نے کہا واہ صاحب آپ اتنے علم و فضل کے باوجود ایک بے دین کے مقابلے میں عاجز آ گئے۔ اس نے جواب دیا کہ میرے علم کا منبع اور ماخذ قرآن حدیث اور بزرگانِ دین کے اقوال ہیں اور یہ بے دین ان کا سرے سے قائل ہی نہیں اور میری کوئی دلیل سنتا ہی نہیں مجھے کیا پڑی ہے کہ میں اس کے کفریہ کلمات سنتا رہوں۔

(ایضاً صـ ۱۳۸)

• غریب بہشت میں پہلے جائیں گے

دو آدمی قبرستان میں بیٹھے تھے ایک اپنے دولتمند باپ کی قبر پہ اور دوسرا اپنے درویش باپ کی قبر پہ۔ امیر زادے نے درویش لڑکے کو طعنہ دیا کہ میرے باپ کی قبر کا صندوق پتھر کا ہے اس کا کتبہ رنگین اور فرش سنگِ مرمر کا ہے اور فیروزے کی اینٹ اس میں جڑی ہوئی ہے اسکے مقابلے میں تیرے باپ کی قبر کیسی خستہ حال ہے کہ دو مٹھی مٹی اس پر پڑی ہے اور دو اینٹیں اس پر رکھی ہیں۔ درویش زادے نے جواب دیا یہ درست ہے لیکن یہ بھی تو سوچو کہ قیامت کے دن جب مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے اس سے پہلے کہ تیرا باپ بھاری پتھروں کے نیچے جنبش کرے میرا باپ بہشت میں پہنچا ہوگا۔

(ایضاً صـ ۱۶۲)

• ایک مردِ حق کی نصیحت

ایک مردِ باخدا جنگل کے ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا اللہ اللہ کر رہا تھا اور اس نے بادشاہ کی طرف دھیان نہ کیا۔ بادشاہ اسکی بے نیازی پر بگڑ گیا اور کہنے لگا کہ یہ گدڑی پوش جانور ہوتے ہیں ان کو انسانیت چھو کر بھی نہیں گئی۔ بادشاہ کے تیور دیکھ کر وزیر اس فقیر کے پاس گیا اور کہا کہ اے مردِ خدا ایک جلیل القدر بادشاہ تیرے پاس سے گزرا لیکن تو نے کوئی خدمت نہ کی اور نہ آداب بجا لایا اس نے کہا بادشاہ سے کہہ دو خدمت کی توقع اس سے رکھے جو اس سے انعام کی توقع رکھتا ہو اور یہ

بھی سمجھ لے کہ بادشاہ رعیت کی نگہبانی کیلئے ہیں نہ کہ رعیت بادشاہوں کی اطاعت کیلئے ؎

گوسپند از برائے چوپاں نیست
بلکہ چوپاں برائے خدمتِ اوست

بھیڑ چرواہے کیلئے نہیں ہے بلکہ چرواہا اسکی خدمت کیلئے ہے۔ بادشاہ کو فقیر کی باتیں بھلی معلوم ہوئیں اس نے فقیر سے کہا کہ مجھ سے کچھ مانگ فقیر نے کہا میں یہ مانگتا ہوں کہ آپ یہاں دوبارہ تشریف لا کر مجھے تکلیف نہ پہنچائیں۔ بادشاہ نے کہا تو پھر مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ فقیر نے کہا ؎

دریاب کنوں کہ نعمتت ہست بدست
کیں دولت و ملک میرود دست بدست

ابھی وقت ہے کہ کچھ کر لے کیونکہ نعمت اب تیرے ہاتھ میں ہے اچھی طرح جان لے یہ دولت اور ملک ہاتھوں ہاتھ جاتا ہے۔ (ایضاً صـ۱۸۵)

۔ اہلِ حق ہر حال میں خدا کا شکر بجا لاتے ہیں

میں نے ایک پارسا بزرگ کو دریا کے کنارے پر دیکھا جس کو چیتے نے زخمی کر دیا تھا اور اس کا زخم کسی دوا سے اچھا نہ ہوتا تھا۔ عرصہ دراز سے اس تکلیف میں مبتلا تھا اور ہر وقت خدا عزوجل کا شکر ادا کرتا تھا لوگوں نے اس سے پوچھا کہ شکر کس بات کا ادا کرتے ہو اس نے کہا اس کا کہ مصیبت میں مبتلا ہوں نہ کہ گناہ میں۔ (ایضاً صـ۱۸۶)

۔ غریب کی آہ

ایک ظالم کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ وہ جبراً غریبوں سے ارزاں نرخوں پر ایندھن خریدتا اور نفع کے ساتھ مالداروں کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا ایک صاحبِ دل نے اس سے کہا

زور مندی مکن بر اہلِ زمین		تا دعائے بر آسماں نرود

(زمین والوں پر ظلم و جبر نہ کرتا کہ آسمان پر کوئی بد دعا نہ جائے)

ظالم نے اس کی نصیحت کا برا مانا اور ناک بھوں چڑھا کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ کرنا خدا کا ایک دن اس کے لکڑیوں کے ڈھیر میں آگ لگ گئی اور اس کا مکان جائیداد مال اسباب سب کچھ جل کر تباہ ہو گیا اتفاقاً وہی صاحبِ دل وہاں سے گزرا اس وقت وہ ظالم اپنے دوستوں سے کہہ رہا تھا

کہ نہ جانے یہ آگ کہاں سے آئی صاحبِ دِل نے کہا " از دودِ دلِ درویشاں "، غریبوں کے دل کے دھوئیں سے ۔ ؎

حذر کن ز دودِ درونہائے ریش
کہ ریش درون عاقبت سر کند
بہم بر مکن تا توانی دلے!!
کہ آہے جہانے بہم بر کند

زخمی دلوں کے دھوئیں سے ڈرتا رہ کیونکہ اندر کا زخم آخر کار باہر آجاتا ہے ۔حتی الوسع کسی کا دل نہ دکھا اس لیے کہ ایک آہ ایک جہان کو پریشان کر دیتی ہے ۔

(ایضاً صد ۲۲۴)

آگ اور اُس کے عناصر ثلاثہ

آگ ایک کیمیائی عمل ہے جو مندرجہ ذیل تین عناصر سے ظہور میں آتا ہے:۔

حرارت: مثلاً شعلہ۔ چنگاری وغیرہ۔

آکسیجن: جو ہوا سے حاصل ہوتی ہے اور جلنے کے عمل کا بنیادی عنصر ہے۔

ایندھن: کوئی بھی جلنے والا مادہ جو آگ پکڑنے کے قابل ہو۔ مثلاً کاغذ، گھاس پھوس، کپڑے، قالین، فرنیچر، مٹی کا تیل، ڈیزل، پٹرول وغیرہ۔

مندرجہ بالا تین عناصر میں سے اگر ایک بھی غائب ہو تو آگ نہیں لگ سکتی۔

احتیاطی تدابیر کا خلاصہ

چونکہ آکسیجن ہوا میں ہر جگہ موجود ہے اس لئے آگ لگنے کے خلاف تمام احتیاطی تدابیر کا خلاصہ یہ ہے کہ جہاں ایندھن موجود ہو وہاں سے حرارت کو اور جہاں حرارت (شعلہ یا چنگاری وغیرہ کی صورت میں) موجود ہو وہاں سے ایندھن کو محفوظ فاصلے پر رکھا جائے۔

آگ بجھانے کے عمل کا خلاصہ

اگر خدانخواستہ کہیں آگ لگ جائے تو اُس کو بجھانے کا عمل خواہ کسی پیمانے پر ہو اُس کے بنیادی اصول تین ہیں:۔

الف۔ آگ کا احاطہ محدود کرنا:۔ یعنی جہاں آگ لگ چکی ہے اُس کے آس پاس سے تمام جلنے کے قابل اشیاء کو یا تو فوراً ہٹا لیا جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور پانی موجود ہو تو جو اشیاء پانی سے تر کر کے جلنے کے ناقابل بنائی جا سکتی ہیں اُن کو جلنے کے ناقابل بنا دیا جائے۔

ب۔ ڈھانپنا:۔ یہ اِس لئے کیا جاتا ہے کہ آگ کی آکسیجن کی سپلائی کاٹ دی جائے۔ اس کے لئے ریت، مٹی، موٹے کپڑے اور اسی قسم کی دیگر اشیاء استعمال کی جاتی ہیں۔

ج۔ ٹھنڈا کرنا:۔ پانی یا دیگر ذرائع سے درجۂ حرارت کم کر کے آگ کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔

✤

آگ لگنے کے وجوہ

آگ لگنے کے بڑے بڑے وجوہ حسبِ ذیل ہیں:-

- جلتا ہوا سگریٹ یا دِیا سلائی۔
- کھلا شعلہ یا آگ مثلاً دِیا، موم بتی، ہیٹر، چولہا، انگیٹھی، آتش بازی وغیرہ۔
- بجلی اور گیس کے ناقص کنکشن، ناقص آلات یا اُن کا غلط استعمال۔
- زیادہ گرم ہو جانے والی مشینیں اور اشیاء۔
- مٹی کے تیل، ڈیزل، پٹرول، پینٹ یا دوسری بھڑکنے والی اشیاء کا غیر محفوظ ذخیرہ۔

سگریٹ یا دِیا سلائی

بعض لوگوں کو جلتی ہوئی سگریٹ یا دِیا سلائی بے احتیاطی سے پھینکنے کی عادت ہوتی ہے۔ اکثر لوگوں کو سوتے وقت سگریٹ پینے کی عادت ہوتی ہے۔ ذرا سی اُونگھ آجانے پر سگریٹ بستر، قالین، کاغذات، پٹرول یا خیمہ اور پرالی وغیرہ پر گر کر یا اُن سے چھو کر آگ لگنے کا موجب ہو سکتا ہے۔

احتیاطی تدابیر

- سگریٹ یا دِیا سلائی کا ٹکڑا پھینکنے سے پہلے پُوری تسلی کر لینی چاہیئے کہ وہ اچھی طرح بُجھ چکا ہے۔
- اس کو ایش ٹرے یا مقررہ برتن یا مقررہ جگہ پر ہی پھینکنا چاہیئے۔
- ایش ٹرے یا برتن میں تھوڑا سا پانی ڈال کر رکھنا چاہیئے۔
- جب سونے کا وقت ہو یا انسان ویسے ہی نیند، اُونگھ یا تھکن محسوس کر رہا ہو تو بستر میں لیٹ کر ہرگز سگریٹ نہ پی جائے۔
- تیل اور ڈیزل وغیرہ کے ذخیروں کے قُرب وجوار میں سگریٹ نوشی قطعاً ممنوع ہے۔

کھلا شعلہ یا آگ

اِس سے مراد ہر وہ ننگا شعلہ یا آگ ہے جس سے دوسری اشیاء آگ پکڑ سکتی ہیں۔ اس میں تیل کا دِیا، موم بتی، لالٹین پٹرومیکس، ہر قسم کے چولھے، ہیٹر، پٹاخے، آتش بازی، کیمپ فائر وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے جلانے، رکھنے اور استعمال میں ذرا سی بے احتیاطی مہلک نتائج کا موجب ہو سکتی ہے۔

اِحتیاطی تدابیر

- پٹرومیکس، لالٹین، موم بتی، دِیا یا چولھا جلاتے وقت انتہائی احتیاط ضروری ہے۔
- ننگے شعلے والی روشنیاں حتّی الوسع کھلی ہوا میں نہ رکھی جائیں۔
- ان کو پردوں، لٹکے ہوئے کپڑوں اور جلنے والے ہر مادہ سے محفوظ فاصلے پر رکھا جائے۔
- ان کے رکھنے کی جگہ ایسی ہو جو بچّوں کی پہنچ سے

دُور رہو اور عام گذرنے والے ان میں مُخل نہ ہوں۔

● لکڑی کے چُولھے اور کوئلہ کی انگیٹھی کے بارے میں یہ خاص احتیاط کریں کہ اُڑ کر باہر جانیوالی چنگاریاں خطرہ کا موجب نہ ہوں۔

بجلی کے خطرات

بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لوگ جلدی میں غیر محتاط ہو کر ایک ہی پوائنٹ پر بجلی کے بہت سے آلات مثلاً لیمپ، ہیٹر، استری وغیرہ لگا دیتے ہیں اس طرح مطلوبہ وولٹیج وہاں استعمال ہونے والی تاروں کی برداشت سے زیادہ ہو کر اُن کو گرم کر دیتا ہے جس سے آگ لگ جاتی ہے۔

بعض دفعہ نصب شدہ وائرنگ کے علاوہ زائد تار استعمال کیا جاتا ہے۔ قالین کے نیچے یا ویسے فرش پر گذرنے والا تار چلنے پھرنے والوں کے پاؤں کی رگڑ سے ننگا ہو جاتا ہے اور ٹھوکر سے ٹوٹ بھی جاتا ہے۔ اسی طرح دروازوں اور کھڑکیوں سے گذرنے والا تار کٹ کر آگ لگنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اسی طرح پُرانی خستہ حال وائرنگ بھی حادثہ کا موجب ہو جاتی ہے۔

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں خطرہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ اگر موٹے فیوز لگا کر فیوز اُڑنے کا راستہ بھی بند کر دیا جائے تو خرابی کی صورت میں مسلسل برقی رَو جاری رہنے سے تاریں گرم ہو کر بالآخر آگ ضرور پکڑ لیتی ہیں۔

حفاظتی اقدامات

● بجلی کے آلات مثلاً استری، ہیٹر وغیرہ استعمال کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔

● گھروں اور دفاتر کی وائرنگ کا تربیت یافتہ الیکٹریشن سے معائنہ کرواتے رہیں۔ اسی طرح بجلی سے چلنے والے آلات مثلاً ہیٹر، ریفریجریٹر، ڈیپ فریزر، استری، ٹیبل لیمپ وغیرہ کا معائنہ کرتے رہیں اور اگر کہیں نقص واقع ہو تو اُس کی بجلی کی رَو فوراً منقطع کر دی جائے۔

● کسی ایک پوائنٹ پر حدِّ برداشت سے زیادہ آلات استعمال نہ کریں۔ حسبِ ضرورت مزید پوائنٹ نصب کروائیں۔

● زائد تاروں کو فرش پر سے یا دروازوں اور کھڑکیوں میں سے مت گذاریں جہاں اُنہیں نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

● بجلی کے تاروں کو گرم سطح، تیزاب اور پانی وغیرہ سے محفوظ رکھئے۔

● موزوں قوتِ برداشت کا فیوز تار استعمال کریں۔

● بجلی کی زیادہ کھپت والی اشیاء مثلاً ہیٹر، ائیرکنڈیشنر، ڈیپ فریزر، پانی پمپ کرنے والی مشین وغیرہ کے ساتھ ایسے آلات نصب کروائیں جو خرابی کی صورت میں خود بخود برقی رَو منقطع کر دیتے ہیں۔

● کسی بھی بجلی کے کام کے لئے تربیت یافتہ الیکٹریشن سے رابطہ کیجئے۔

قدرتی گیس کا استعمال

جہاں جہاں قدرتی گیس بطور ایندھن استعمال ہوتی ہے وہاں چند بنیادی احتیاطوں کو جاننا اور اُن پر عمل کرنا ضروری ہے ورنہ خوفناک نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔

احتیاطی تدابیر

- گیس کا چولھا اور ہیٹر ایسی جگہ نصب کروائیں جہاں سے ہوا کا مناسب گذر ہو اور گیس کے اخراج کا معقول انتظام ہو۔
- گیس کا چولھا اور ہیٹر جلانے سے پہلے یقین کرلیں کہ اُس تک آنے والی پائپ درست حالت میں ہے نیز یہ کہ پہلے سے گیس خارج ہو کر کمرے میں جمع تو نہیں ہوچکی ہے کیونکہ اگر بغیر جلی ہوئی گیس بند کمرے میں کافی مقدار میں جمع ہوچکی ہے تو دیا سلائی جلاتے ہی کمرہ بھک سے اُڑ جائے گا۔
- اگر کسی وقت محسوس ہو کہ کسی کمرے یا باورچی خانہ میں بغیر جلی ہوئی گیس جمع ہوگئی ہے تو فوراً تمام دروازے اور کھڑکیاں کھول دیں تاکہ گیس خارج ہو جائے۔ جب تک کمرہ سے تمام گیس خارج نہ ہو جائے کوئی سگریٹ وغیرہ نہ سُلگائیں۔
- چولھے اور ہیٹر کے قریب کوئی آتش گیر مادہ نہ ہو۔
- استعمال کے بعد گیس کے چولھے کو اور سونے سے پہلے ہیٹر کو بند کردیں اور سیفٹی والو بھی احتیاط سے بند کردیں۔
- گیس کے اخراج (LEAKAGE) کی صورت میں فوراً متعلقہ ادارہ کو رپورٹ دیں اور مرمّت کروائیں۔
- اگر قدرتی گیس کے سلنڈر آپ کے استعمال میں ہیں تو مندرجہ بالا تمام احتیاطوں کے علاوہ یہ بھی انتظام کریں کہ گیس کا سلنڈر ہوادار کمرہ میں رکھا جائے اور اگر سلنڈر میں گیس کے خروج کا شُبہ ہو تو فوراً اس کو تبدیل کروا دیا جائے۔

گرم اشیاء

بعض اوقات روشنی کا بلب اگر کپڑوں یا کاغذات وغیرہ کے بہت قریب ہو تو وہ آگ پکڑ لیتے ہیں۔ اِسی طرح اگر اِستری زیادہ گرم ہوجائے یا کھانا پکانے کے برتن کو گھی یا تیل ڈال کر چولھے پر رکھ کر کچھ عرصہ تک کیلئے فراموش کر دیا جائے تو یہ آگ لگنے کا موجب ہو جاتے ہیں۔

احتیاطی تدابیر

- گرم آلات مثلاً اِستری وغیرہ کو جب استعمال کرنا مقصود نہ ہو تو اس کو سوئچ سے الگ کر دینا چاہیئے۔
- کھانا پکاتے وقت اُس برتن سے جو آگ پر رکھا ہؤا ہو کبھی غیر متوجہ نہ ہوں۔

- روشنی کے بلب جلد آگ پکڑنے والی اشیاء مثلاً کپڑوں یا پردوں کے قریب نہ لگائے جائیں۔
- اگر لیمپ پر کپڑے، گتے یا پلاسٹک کا شیڈ لگا ہوا ہے تو یہ تسلی کرتے رہیں کہ وہ بلب کی سطح سے مَس نہ ہو بلکہ اُس کے بہت قریب بھی نہ ہو۔
- ریفریجریٹر اور ڈیپ فریزر کی پُشت دیوار سے متّصل نہ ہو بلکہ اندازاً ایک فٹ کا فاصلہ ہوا کے گذرنے کے لئے ضرور رکھا جائے۔

آتش گیر مائع جات اور بخارات

پٹرول، ڈیزل، مٹّی کے تیل، سپرٹ اور پینٹ وغیرہ کے بخارات پہلے ہی اُٹھ رہے ہوتے ہیں اسلئے ذرا سی چنگاری یا شعلہ دُور سے ہی اِن بخارات کو آگ لگا کر بھڑکا دیتا ہے اور شعلہ کو اصل ذخیرہ تک پہنچا دیتا ہے۔

اِحتیاطی تدابیر

- اِس قسم کی تمام آتش گیر اشیاء کا حسبِ ضرورت کم سے کم ذخیرہ رکھنا چاہیئے اور ان کو بند ڈرموں، ڈبّوں اور بوتلوں میں رکھنا چاہیئے۔
- ان کو آگ جلانے یا آگ کو زیادہ روشن کرنے کے لئے ہرگز استعمال نہ کریں۔
- آگ کی زد اور بچّوں کی پہنچ سے دُور رکھیں۔
- اگر تیل کا چُولھا استعمال ہو رہا ہو تو جلتے ہوئے چُولھے میں ہرگز تیل نہ ڈالیں۔
- مٹّی کے تیل میں کوئی دوسری چیز مثلاً پٹرول، سپرٹ وغیرہ نہ ملائیں۔
- سٹوو (STOVE) میں اگر زیادہ ہوا پمپ کر دی جائے تو بعض دفعہ وہ پھٹ جاتا ہے اور تیل دُور دُور تک پھیل جاتا ہے اِس لئے ہوا بھرتے وقت بہت احتیاط کریں۔ اِسی طرح تیل پُورا نہ بھریں بلکہ ٹینکی تھوڑی سی خالی رکھیں۔
- آگ لگ جانے کی صورت میں پانی نہ ڈالیں بلکہ ریت، مٹّی یا جھاگ دار یا خشک کیمیکل ایکسٹنگشر استعمال کریں۔

متفرق خطرات

بعض متفرق اشیاء مثلاً کوڑا کرکٹ، جلتی ہوئی اگر بتّیاں اور موم بتّیاں گِر کر بہت نقصان پہنچا سکتی ہیں ان کی طرف سے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

اِحتیاطی تدابیر

- کوڑے کرکٹ کو جلاتے وقت خاص احتیاط کریں تیز ہوا سے جلتے ہوئے کاغذوں کے ٹکڑے آس پاس کی عمارتوں، خیموں یا ذخائر کو آگ لگا سکتے ہیں۔
- جلتی ہوئی موم بتّیاں، اگر بتّیاں وغیرہ کسی کپڑے یا کاغذ وغیرہ پر گِر کر آگ لگانے کا موجب ہو

سکتی ہیں۔ احتیاط کریں۔

آرائشی پردے

لٹکے ہوئے آرائشی پردے بہت جلد آگ پھیلاتے ہیں اس لئے ان کو اور اسی قسم کے دیگر آرائشی سامان کو براہِ راست آگ یا شعلہ کی زد سے محفوظ رکھیں۔ آگ لگ جائے تو ارد گرد کے پردوں کو سب سے پہلے ہٹائیں۔

آتش کش اور ان کا استعمال

پانی اور ریت کے ذخیرے آگ بجھانے کیلئے سب سے اہم ضروریات ہیں۔

علاوہ ازیں محدود آگ پر فوری طور پر قابو پانے کے لئے بہت سے اقسام کے آتش کش آلات یعنی فائر ایکسٹنگشرز (FIRE EXTINGUISHERS) بازار میں موجود ہیں۔ گھروں، دفتروں، دکانوں میں اور ذخیروں کے پاس ان کا قابلِ استعمال حالت میں فراہم رہنا بڑے بڑے نقصانات سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ ان کے صحیح استعمال کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ کس قسم کی آگ کے لئے کونسا آتش کش مؤثر ہوگا۔

آگ کی اقسام

عام ایندھن کی آگ:۔ لکڑی، کوئلہ، کاغذ، کپڑے اور کوڑے کرکٹ وغیرہ میں لگنے والی آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ اس کے لئے اگر آتش کش آلہ (FIRE EXTINGUISHER) استعمال کریں تو پانی والا استعمال کریں۔

آتش گیر مائعات کی آگ:۔ پٹرول، ڈیزل، مٹی کے تیل، پینٹ وغیرہ کو لگنے والی آگ اگر پانی سے بجھانے کی کوشش کی جائے تو وہ اور زیادہ بھڑکتی ہے اس کے لئے ڈرائی کیمیکل پاؤڈر، کاربن ڈائی آکسائڈ (CO_2) یا فوم ٹائپ آلاتِ آتش کش استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگر یہ مہیا نہ ہوں تو عام ریت کافی مقدار میں استعمال کریں۔

مائع گیس کی آگ:۔ مائع گیس (جو پریشر کے ذریعہ مائع حالت میں ہو) مثلاً میتھین، پروپین، بوٹین وغیرہ کے لئے کاربن ڈائی آکسائڈ (CO_2) یا بی سی ایف قسم کا آلہ آتش کش۔ ورنہ عام ریت استعمال کریں۔

دھات کی آگ:۔ پوٹاشیم، سوڈیم، زنک، لوہا، مرکری اور ایلومینیم کو لگنے والی آگ خشک ریت یا سوڈا ایش سے بجھائی جاتی ہے۔

بجلی کی آگ:۔ بجلی سے چلنے والے آلات اور مشینیں اگر آگ پکڑ لیں تو کاربن ڈائی آکسائڈ (CO_2) ڈرائی کیمیکل پاؤڈر یا بی سی ایف قسم کے آلاتِ آتش کش استعمال کریں۔ مشینوں میں لگی ہوئی آگ بجھانے کے لئے حتی الوسع ریت استعمال نہ کریں ورنہ مشین خراب ہو جائے گی۔ ہاں اگر اِس آگ کے پھیلنے اور زیادہ خطرناک نتائج کا خطرہ ہو تو ریت کے ذریعہ ہی فوراً آگ بجھا دیں۔

آتش کش اشیاء کے ذخائر اور ضروری احتیاطیں

جہاں تک ہوسکے مندرجہ ذیل اشیاء کے ذخائر گھروں، دکانوں اور دفتروں کے قریب ہونا ضروری ہیں:۔

پانی:۔ ڈرموں وغیرہ میں ایک معقول مقدار میں ہر وقت فراہم رکھیں۔ اگر نزدیک کوئی آرائشی یا آبپاشی کا حوض ہو تو اُسے ہر وقت پُر رکھیں تاکہ بوقتِ ضرورت استعمال ہوسکے۔

ریت:۔ خشک ریت کا معقول ذخیرہ رکھیں۔ گیلی ریت مؤثر نہیں ہوگی۔

آتش کش آلات:۔ جہاں آگ لگنے کا زیادہ خطرہ ہو وہاں ان کی فراہمی کا انتظام ضروری ہے۔ یہ کسی معیاری ادارہ کے تجویز کردہ ہوں۔ ان کو ایسی جگہ لگایا جائے جہاں سے بوقتِ ضرورت آسانی کے ساتھ استعمال کیا جاسکے۔ ان کی دیکھ بھال اور کم از کم سال میں ایک بار ماہرانہ تفصیلی معائنہ ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ بوقتِ ضرورت بیکار ثابت ہوں۔

آگ کا مقابلہ

فوری اقدام

آگ لگنے کی صورت میں مندرجہ ذیل فوری اقدامات کریں:۔

- اوسان پوری طرح قائم رکھیں۔
- آگ کا منبع (SOURCE) معلوم کریں۔ اگر بجلی کی آگ ہو تو بجلی کا سوِچ (SWITCH) اور اگر گیس کی آگ ہو تو گیس کا والو (VALLVE) فوراً بند کر دیں۔
- زور سے "آگ آگ" پکار کر لوگوں کو متوجہ کریں۔ اگر ضروری ہو تو اپنے وارڈن اور فائر بریگیڈ کو اطلاع کروائیں اور خود آگ بجھانے کا کام مقررہ ترتیب سے شروع کر دیں۔

آگ بجھانے کی ترتیب

آگ خواہ چھوٹی سے چھوٹی ہو یا بڑی سے بڑی اُس کو بُجھانے کا کام ایک مقررہ ترتیب سے کرنا ضروری ہے جس کا خلاصہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے اُس کو ذہن میں رکھتے ہوئے آگ بُجھائیں۔

آگ کا اِحاطہ محدود کریں

- جہاں آگ لگ چکی ہے اس کے آس پاس سے تمام جلنے والی اشیاء مثلاً کاغذات، فرنیچر، قالین، دری، پرالی، چٹائی وغیرہ ہٹا کر دُور کر دیں تاکہ آگ مزید پھیلنے نہ پائے۔
- اگر بعض چیزیں ہٹانا ناممکن ہو تو اُن کو پانی سے تر کر دیں۔
- اگر کوئی کمرہ پورے کا پورا آگ کی لپیٹ میں آ چکا ہے تو اُس کے ساتھ والے کمروں پر یہی عمل کیا جائے۔
- اگر کوئی عمارت پوری کی پوری آگ کی لپیٹ میں

آچکی ہے تو اس سے ملحقہ عمارت پر بھی عمل کیا جائے۔

آگ کو ڈھانپنا

- آگ کی آکسیجن کی سپلائی کاٹ دیں۔ اِس کے لئے اُس پر ریت پھینکیں۔ اگر بہت چھوٹی آگ ہو تو جُوتے سے دبا کر یا کمبل وغیرہ سے ڈھانپ کر بھی یہ کام ہوسکتا ہے۔
- اگر کمرے میں آگ زیادہ پھیل چکی ہے تو نکلنے سے پہلے اُس کی تمام کھڑکیاں اور دروازے بند کر دیں تاکہ آکسیجن باہر سے اندر نہ پہنچے۔

ٹھنڈا کرنا

موقع کے مطابق ریت اور پانی کے ذریعہ درجۂ حرارت کم کر کے آگ کو ٹھنڈا کریں۔ اگر آلات آتش کش (FIRE EXTINGUISHERS) موجود ہیں تو اُن کو بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق استعمال کریں۔

آتش زدہ کمرے یا عمارت کو خالی کرنا

- جس کمرے میں آگ لگی ہے وہاں سے ہر فرد کو باہر نکالیں اور کمرے کے تمام دروازے اور کھڑکیاں بند کر دیں۔
- باقی تمام کمروں سے تمام افراد کو باہر نکالیں اور اِس کے لئے محفوظ ترین راستہ اختیار کریں چاہے وہ راستہ پہلے کبھی استعمال نہ کیا گیا ہو۔
- سامان اور دیگر اشیاء نکالتے وقت پہلے اُن کمروں کو خالی کریں جو آتش زدہ کمرہ سے ملحقہ ہوں۔ یہ یاد رکھیں کہ آگ پکڑنے والی چیزوں کا ہٹانا بہ نسبت قیمتی چیزوں کے زیادہ ضروری ہے۔

اگر آپ آگ میں گِھر گئے ہیں تو

- اطمینان، حوصلہ اور اَوسان قائم رکھیں۔ اُس وقت آپ کی سب سے بڑی دشمن گھبراہٹ اور بے حوصلگی ہوگی۔
- متاثرہ کمرے کے دروازے، کھڑکیاں وغیرہ بند کر کے اگر ہوسکے کسی دوسرے کمرے میں چلے جائیں۔ وہ کمرہ بہتر ہوگا جس کی کھڑکی یا دروازہ گلی میں کھلتا ہو۔
- اگر آپ اُوپر کی منزل میں ہیں تو نیچے کی منزل کی طرف جائیے۔
- کھڑکی یا کسی اَور جگہ سے مدد کے لئے زور زور سے پکاریں اور راہ چلنے والوں کو متوجہ کریں اگر ٹیلیفون کام کر رہا ہے اور آپ کے کمرے میں موجود ہے تو اُس کا استعمال کرنا نہ بھولئے۔
- اگر کسی اُونچی منزل کے کمرے میں گِھر گئے ہیں تو کھڑکی سے نیچے چھلانگ نہ لگائیں یہ یقینی موت ہے مدد کے لئے پکارتے رہیں اور چادروں وغیرہ کو باندھ کر اُن کے ذریعے نچلی منزل کی کھڑکی تک پہنچنے کی کوشش کریں۔

ﷺ

اگر آپ کے کپڑوں کو آگ لگ گئی ہے

- فوراً زمین پر لیٹ جائیں تاکہ آگ کے شعلے چہرے اور سر کے بالوں کی طرف نہ بڑھنے پائیں اور زمین پر لوٹنا (رول کرنا) شروع کر دیں۔
- اگر کوئی موٹا سوتی کپڑا، بستر کی چادر، دری، کھیس وغیرہ یا کمبل، کوٹ وغیرہ پاس موجود ہو تو وہ اپنے اوپر لپیٹ کر لیٹ جائیں اور زمین پر رول کرنا شروع کر دیں۔
- اگر کسی اور کے کپڑوں کو آگ لگی ہے تو اُس سے بھی اسی طرح کروائیں۔ زمین پر پہلے لِٹانا ضروری ہے اور یہ احتیاط کریں کہ خود آپ کے کپڑوں کو آگ نہ لگ جائے۔
- فوری طبی امداد طلب کریں۔

○

اے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے دَر پہ ہمارے وہ یار ہے
کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اُس سے ہیں جُدا!
اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدّعا
جنّت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا

(دُرِّ ثمین)

ہم نے کچھ پایا نہیں کھویا بہت

آج تیری یاد میں رویا بہت
داغِ فرقت اشک سے دھویا بہت

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
ہے عمل پر اجر کم ہویا بہت

دیکھ کر دُنیائے دُوں کی دِلکشی
ہم نے کچھ پایا نہیں کھویا بہت

خوابِ غفلت سے ذرا بیدار ہو
اَے دلِ نادان تُو سویا بہت

ماسوا توحید کے باطل ہیں سب
ثنویت، تثلیث ہوں دو یا بہت

گوشۂ چشمِ عنایت ہی فقط
میرے پیارے ہے مجھے گویا بہت

شادؔ ہی یاں آپ کا طالب نہیں
اَور بھی عشّاق ہیں جویا بہت

(محمّد ابراہیم شادؔ۔ ربوہ)

طب و صحت

صحتِ انسانی میں حیاتین (VITAMINS) کا کردار

(مکرم ملک خلیل احمد صاحب ناصر۔ کراچی)

اِس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ صحتِ انسانی کے لئے حیاتین (VITAMINS) بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ حیاتین وہ کیمیائی مادے ہیں جن کی بہت معمولی مقدار انسانی صحت برقرار رکھنے کے لئے کافی ہوتی ہے اور حیاتین ہماری غذا کا نہایت اہم جزو ہیں۔ ترقی پذیر ممالک کے لوگ خصوصاً پاکستان کے لوگ اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ کونسی خوراک غذائیت کے اعتبار سے اہم ہے یا یہ کہ فلاں سبزی یا پھل یا گوشت میں کونسے غذائی اجزاء پائے جاتے ہیں اور جن کا ایک مثالی صحت کے لئے ہونا ضروری ہے اور یہ کہ متوازن غذا کیا ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے لوگوں کی بس ایک ہی خواہش ہوتی ہے کہ خوراک زیادہ لذیذ اور خوب چٹپٹی ہو۔ ہماری خوراک کے ضروری اجزاء یہ ہیں:۔

(۱) لحمیات (PROTEINS) (۲) نشاستہ (CARBOHYDRATES) (۳) چربی یا چکنائی (FATS) (۴) حیاتین (VITAMINS) (۵) معدنی نمکیات (MINERAL SALTS) اور (۶) پانی (WATER)۔

اِن اجزاء میں سے "حیاتین" کے بارہ میں مکمل معلومات اور اس کی افادیت ہدیۂ قارئین ہے:۔

بنیادی طور پر حیاتین (VITAMINS) کی دو قسمیں ہیں (۱) چربی یا چکنائی والے حیاتین (FAT SOLUBLE VITAMINS) جن میں وٹامن اے، وٹامن ڈی اور وٹامن ای آتے ہیں۔ (۲) پانی میں حل ہو جانے والے حیاتین (WATER SOLUBLE VITAMINS) جن میں حیاتین ب VITAMIN 'B' COMPLEX، حیاتین ج وغیرہ شامل ہیں۔

آیئے ہر حیاتین کے بارہ میں تفصیلاً جائزہ لیتے ہیں۔

حیاتین الف یا VITAMIN 'A'

یہ حیاتین ان تازہ سبزیوں میں پایا جاتا ہے جن کا رنگ گہرا سبز یا گہرا پیلا ہو۔ یہ عموماً ایک کیمیائی مادے CAROTENE کی شکل میں پایا جاتا ہے جو جسم کے اندر جا کر حیاتین الف کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ حیاتین حرارت میں اپنی افادیت قائم رکھتا ہے اور

تکسیدی عمل کا اس پر اثر کم ہوتا ہے۔

حیاتین الف کا کام (FUNCTIONS)

یہ جسم کی نشوونما کے لئے بہت ضروری ہے اور بیماریوں کے خلاف مؤثر قوتِ مدافعت پیدا کرتا ہے زخموں کے جلدی مندمل ہونے میں بھی مدد دیتا ہے۔ دودھ اور پیدائشی عوامل کی ترسیل کے لئے بھی ضروری ہے۔

حیاتین الف کی کمی کے اثرات (DEFICIENCY)

آنکھوں کی بینائی متاثر ہوتی ہے اور رات کو نظر آنا بند ہوجاتا ہے جسے NIGHT BLINDNESS کہتے ہیں۔ اسی طرح نظامِ ہضم اور سانس لینے کے نظام میں بھی خرابیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ ہڈیوں کا ٹیڑھا پن اس کی کمی کا خاص اثر ہے۔

حیاتین الف کے ذرائع حصول (SOURCES)

اِس حیاتین کے بڑے ماخذ یہ ہیں: مکھن، انڈے کی زردی، مچھلی کا تیل، پنیر، سبز اور پیلی رنگت کی سبزیاں جیسے گوبھی، مٹر، پالک، شکرقندی اور کدو وغیرہ۔

• وٹامن ڈی (VITAMIN - D)

یہ ۱۹۳۰ء میں بنایا گیا۔ اسے CALCIFEROL بھی کہتے ہیں۔ فاسفورس اور کیلشیم کو مناسب مقدار میں رکھتا ہے اور جزوِ بدن بناتا ہے جو کہ ہڈیوں اور دانتوں کی بناوٹ میں استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ حیاتین ہڈیوں کے ٹیڑھے پن کو بھی دور کرتا ہے۔

کمی (DEFICIENCY)

اس کی کمی سے نشوونما رک جاتی ہے۔ ہڈیاں اور دانت ٹیڑھے ہوجاتے ہیں۔

ذرائع حصول (SOURCES)

بڑے بڑے ذرائع یہ ہیں: دھوپ (صبح اور شام کی کرنیں)، مچھلی کا تیل، انڈے کی زردی، کلیجی، دودھ، مکھن وغیرہ۔

• حیاتین ای (VITAMIN - E)

یہ بھی چکنائی میں حل ہوجانے والا حیاتین ہے اور دل اور دوسرے عضلات کے لئے مفید ہے پیدائشی عوامل کے لئے اِس حیاتین کی اہمیت مسلّم ہے۔

کمی (DEFICIENCY)

اِس حیاتین کی کمی سے عملِ تکسید بڑھ جاتا ہے چھوٹی آنت میں چکنائی کے غیر سیر شدہ حصے (UNSATURATED DIETARY TRACES) اِس حیاتین کی افادیت ختم کردیتے ہیں۔

ذرائع حصول (SOURCES)

یہ حیاتین زیادہ تر لوبیا۔ مٹر۔ ٹماٹر۔ کدو۔ چاول کی بھوسی۔ انڈوں اور مکھن میں پایا جاتا ہے۔

• پانی میں حل ہونے والے حیاتین (WATER - SOLUBLE VITAMINS)

اس میں وٹامن سی۔ وٹامن بی (B - COMPLEX) وغیرہ آتے ہیں۔

• حیاتین ب (VITAMIN - B)

یہ حیاتین بہت سے مرکبات جیسے B_1، B_2، B_6، B_{12} حیاتین پر مشتمل ہے جنہیں مجموعی طور پر VITAMIN 'B' COMPLEX کہا جاتا ہے۔

• حیاتین ب الف B_1 VITAMIN (THIAMINE)

یہ حیاتین نشاستہ کو کاربن ڈائی آکسائڈ اور ایسیٹک گروپ میں علیحدہ کرتا ہے اور جسمانی نشوونما اور بھوک کو تیز کرتا ہے۔

یہ نظامِ ہضم کے عضلات کی تقویت کا باعث بنتا ہے۔ اعصابی نظام کو اعتدال میں رکھتا ہے اور انسان کے اخلاقی رویے اس وٹامن سے اثر پذیر ہوتے ہیں۔

اِس کے مشہور ذرائع لوبیا، چنے، مٹر، جَو، دُودھ کا پاؤڈر، انڈے کی زردی، کلیجی، گندم اور گوشت ہیں۔

• حیاتین B_2 یا VITAMIN-B_2 (RIBOFLAVIN)

یہ RIBOFLAVIN کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ وٹامن B_1 کے ساتھ مل کے کام کرتا ہے۔ اِسی طرح باقیوں کے عملِ تکسید وغیرہ میں بھی کام کرتا ہے یہ پروٹین کے ساتھ مل کے رہتا ہے۔

کمی (DEFICIENCY)

اس کی کمی سے نشوونما پر خاص اثر پڑتا ہے اور مُنہ کے کناروں اور ہونٹوں پر زخم ہو جاتے ہیں۔ اور ہونٹ پھٹنے لگتے ہیں۔ آنکھیں جلنے لگتی ہیں نظر مدھم پڑ جاتی ہے اور روشنی سے طبیعت گھبراتی ہے۔ اسکے علاوہ ہضم اور اعصابی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ذرائع حصول (SOURCES)

حیاتین B_2 کے ذرائع کلیجی، گُردے، اعضلات (گوشت)، دودھ، انڈے، پنیر، مٹر اور لوبیا وغیرہ ہیں۔

• وٹامن B_6 (VITAMIN-B_6)

اسے PYRIDOXINE بھی کہتے ہیں۔ یہ سفید ٹھوس شکل کا مادہ ہے لیکن پکانے کے دَوران زیادہ آنچ سے تباہ ہو جاتا ہے۔

اِس کی وجہ سے خون کے سُرخ ذرّات بنتے ہیں۔ یہ لحمیات اور چکنائی کے جزوِ بدن بننے میں مدد دیتا ہے۔

کمی (DEFICIENCY)

اِس کی کمی سے جلد خشک ڈائریا، جلن اور زبان سُرخ ہو جاتی ہے۔ جسم میں درد ہوتا رہتا ہے۔

ذرائع حصول (SOURCES)

کلیجی، خمیر، دُودھ، دانے دار دالیں، مٹر، لوبیا، گوشت، تازہ سبزیاں۔

• وٹامن B_{12} (VITAMIN-B_{12})

اسے CYANSCOBALAMINE بھی کہتے ہیں یہ سُرخ رنگ کا بے بُو پاؤڈر ہوتا ہے۔ جسم کے تمام خلیوں کے کام کرنے میں مدد دیتا ہے۔ فولک ایسڈ اور نیوکلیٹک ایسڈ کے جزوِ بدن بننے میں مدد دیتا ہے اور بھوک کو تیز کرتا ہے۔ نفسیاتی طور پر انسان میں احساسِ برتری اور طبیعت میں طمانیت پیدا ہوتی ہے۔

کمی (DEFICIENCY)

اعصابی تناؤ۔ خون کی کمی۔

ذرائع حصول (SOURCES)

خاص خاص ذرائع یہ ہیں: انڈے، کلیجی، گُردے، معدہ، عضلات اور پٹھوں والا گوشت۔

• حیاتین ج (VITAMIN-C)

یہ حیاتین ASCORBIC ACID بھی کہلاتا ہے۔ یہ سفید رنگ کا قلمی مادہ ہے۔ یہ مسوڑھوں اور دانتوں میں خون آنے سے روکتا ہے اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے۔ دانتوں، ہڈیوں (کرکری اور دوسری) اور جلد کے افعال میں اعتدال پیدا کرتا ہے اور ان حصّوں میں خون کی باریک نالیوں کے جال بنانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ جلنے اور دوسرے زخموں کے مندمل ہونے میں بھی مدد دیتا ہے۔

ذرائع حصول (SOURCES)

کھٹاس والے پھل (لیموں، مالٹا، کنو، گریپ فروٹ وغیرہ)، تازہ سبزیاں اور دوسرے پھل، امرود، سبز مرچ، آم، ٹماٹر، لوبیا، آلو وغیرہ حیاتین ج کے اچھے ماخذ ہیں۔

انسانی صحت میں حیاتین کا جس قدر کردار ہے اس کا اندازہ اس مضمون سے لگایا جاسکتا ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اس کے مطابق اپنی خوراک میں ایسا توازن پیدا کریں کہ جس سے ہم حیاتین میں مضمر فوائد پورے طور پر حاصل کریں تاکہ ہماری صحتوں پر اس سے خوشگوار اثرات مرتب ہوں ؎

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

دل کے غم کو آج جہاں آشنا کریں

(جناب عبدالمنان ناہید)

سارا جہاں ہی دشمنِ جاں ہو تو کیا کریں
آؤ ہم اپنے رَبّ کے حضور التجا کریں

ہم دِل کے غم کو دِل میں ہی رکھیں گے تا بکے
اِس دِل کے غم کو آج جہاں آشنا کریں

انجام اپنی سعیٔ جنوں کا جو ہو سو ہو
لے کر خدا کا نام چلو ابتدا کریں

اپنی نوائے درد ہم آہنگِ صُور ہو
مُردوں کو دیں جگا کوئی محشر بپا کریں

اِس دشتِ وحشت و شبِ تاریک و تار میں
انسانیت کا ڈھونڈ کے روشن دیا کریں

ناہید زندگی کے نشیب و فراز کو
ہموار کر سکیں تو بنامِ خدا کریں

عزم و ہمت کی زندہ داستان

دُنیا کی مشہور اندھی بہری اور گونگی مصنفہ

ہیلن کیلر

محمد احمد اشرف۔ لاہور

ہیلن کیلر (HELEN KELLER) کی زندگی بڑی حیران کُن، دلچسپ اور عجیب ہے۔ بچپن ہی سے اندھی، بہری اور گونگی ہونے کے باوجود اُس نے اپنی عملی زندگی میں ان تینوں رکاوٹوں کو عبور کیا اور یُوں جہاں وہ دُنیا کا ایک معروف ترین کردار بن گئی وہاں اُس نے بیناؤں اور نابیناؤں کے لئے ایک تحریک کی صورت بھی اختیار کر لی۔

ہیلن کیلر ۲۷ر جون ۱۸۸۰ء کو ایلا باما کے ایک قصبے ٹسکمبیا (TUSCUMBIA) میں ایک امریکی گھرانے میں پیدا ہوئی۔ پیدائش کے وقت اور اُسکے بعد بھی قریباً ڈیڑھ سال تک وہ ایک نارمل بچی تھی۔ یُوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ دُنیا کی تمام رونقوں سے لطف اندوز ہو رہی ہے لیکن دفعتًا ایک دماغی اور معدی بخار سے وہ شدید بیمار ہو گئی۔ بخار تو جلد ہی اُتر گیا لیکن کچھ ہی عرصہ بعد ہیلن کی اُمی نے نوٹ کیا کہ نہلاتے وقت اُس کی بچی کی آنکھیں کُھلی ہی رہتی ہیں۔ وہ فوراً اُسے امراضِ چشم کے ایک ماہر کے پاس لے گئیں جس نے بتایا کہ ہیلن کی بینائی جاتی رہی ہے۔ پھر اُس کی امی نے دیکھا کہ چھوٹی بچی پر گھنٹی کی آواز کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اب ہیلن بہری بھی ہو گئی تھی۔ آخر کار تین سال کی عمر تک وہ گونگی بھی ہو چکی تھی۔

ہیلن کی امی بچی سے مایوس ہونے والی تھیں کہ اُنہیں پرکن انسٹی ٹیوشن میں مقیم برطانیہ کی ایک ایسی لڑکی کا علم ہوا جو اندھی، بہری اور گونگی تھی چنانچہ ہیلن کو بھی پرکن انسٹی ٹیوشن لے جایا گیا جہاں آئرلینڈ کی ایک گریجوایٹ لڑکی سولیون (SULLIVAN) ہیلن کی ٹیوٹر مقرر ہوئی اور پھر آئندہ نصف صدی تک ہیلن کی بہترین ساتھی ثابت ہوئی۔ بچپن میں اُس کی بینائی بھی جاتی رہی تھی، اور وہ اسی انسٹی ٹیوشن میں لائی گئی تھی تاہم آپریشن کے ذریعہ اُس کی بینائی کسی حد تک بحال ہو گئی تھی۔

ایلا باما پہنچتے ہی سولیون، ہیلن کے روشن چہرے سے اُس کی ذہانت بھانپ گئی تھی۔ اُس نے آتے ہی ہیلن کو ایک گڑیا پیش کی۔ جب ہیلن اُس سے کھیلنے لگی تو مس سولیون نے اس کے ہاتھوں میں اپنے مُنہ سے "گڑیا" کا لفظ پہنچا دیا۔ چھوٹی بچی کو اس پر

بے حد تعجب ہوا اور اُس نے اپنی زبان سے اسی کی نقل کرنے کی کوشش کی اور یہ ہیلن کو پڑھانے کی پہلی حقیقی کوشش تھی۔

جب مس سولیوان نے گڑیا کو اس کے ہاتھوں سے لے کر ایک طرف رکھ دیا تو ایک کشمکش شروع ہو گئی جو بڑھتی ہی گئی حتیٰ کہ نئی مس کو مجبوراً ہیلن کو ایک قریبی جھونپڑی میں لے جانا پڑا اور کئی دنوں تک یہ صبر آزما کٹھن جنگ ہوتی رہی۔ یہ ایک جسمانی اور ذہنی جدّوجہد تھی جس میں بالآخر مس سولیوان کا پلّہ بھاری رہا اور وہی کامیاب ہوئیں اگرچہ اُنہیں ہیلن کو طاقت کے بل پر زبردستی کئی گھنٹوں پکڑے رکھنا پڑتا۔ ہوتا یُوں کہ اُس کی بے چین رُوح ہر چیز کو تاریکی میں ٹٹولتی اور اُس کے غیر مطمئن ہاتھ ہر چیز کو توڑ پھوڑ دیتے کیونکہ اُسے اس بات کا علم ہی نہ تھا کہ چیزوں سے اس کے علاوہ اَور کیا کام لیا جا سکتا ہے۔

بہر حال مس سولیوان نے حالات پر قابو پا لیا اور جلد ہی ہیلن نے اپنی مس کی مدد سے نئی زبان میں پَین، ہَیٹ، پیالی، کھانا، پینا، اُٹھنا، بیٹھنا وغیرہ کہنا سیکھ لیا تھا۔ دو۲ ہفتوں کے اندر اندر روشنی کی ایک کرن نمودار ہوئی — ہوا یُوں کہ مس سولیوان اُسے پانی کے نل کے پاس لے گئیں اور ٹونٹی کھول دی۔ جیسے ہی پانی اُس کے دائیں ہاتھ پر سے بہتے ہوئے مگ میں گرنا شروع ہوا مس نے دوسرے ہاتھ میں لفظ "پانی" کہنا شروع کر دیا۔ ایک ہاتھ پر ٹھنڈے پانی کا بہنا اور دوسرے ہاتھ پر لفظ "پا۔۔ پا۔۔ نی" نے اُسے چونکا دیا۔ مس سولیوان ایک جگہ لکھتی ہیں کہ "اُس نے پانی کا مگ نیچے گرا دیا اور خود ایک طرف حیران و ششدر کھڑی ہو گئی اور ایک نئی روشنی اُس کے چہرے پر ظاہر ہوئی۔" ہیلن کی اپنی یادداشت میں درج ہے: "بالآخر زبان کا راز مجھ پر کھل گیا۔ مَیں جان گئی کہ لفظ "پانی" کا مطلب وہ عجیب و غریب ٹھنڈی چیز ہے جو میرے ہاتھ پر بہہ رہی تھی۔ اِس زندگی بخش لفظ نے میری رُوح کو زندہ کر دیا اور امید و مسرت کی ایک لہر میرے جسم میں دوڑنے لگی۔" تب ہیلن پُرجوش انداز میں اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور ہر چیز کو اُس کا نام معلوم کرنے کے لئے چھونا شروع کر دیا۔ زمین، لوہا، لکڑی، پمپ، جھاڑیاں۔ اب اُسے پتہ چلا کہ ہر چیز کا ایک نام ہوتا ہے اور اُسے شدید خواہش پیدا ہوئی کہ ان سب چیزوں کے نام کیا ہیں۔ نتیجۃً چند گھنٹوں میں تیس۳۰ سے زائد نئے الفاظ اُسے یاد ہو گئے اور اس کے بعد وہ بڑی تیزی سے تعلیم حاصل کرنے لگی۔ مس سولیوان نے چھوٹے چھوٹے فقرات اُسے پڑھانا شروع کئے پہلے اپنی زبان کی حرکات کو محسوس کروا کے اور پھر گتّے پر اُبھرے ہوئے الفاظ پر اُنگلیاں رکھوا کر۔ جب اُس کی اُنگلیاں کُھدے ہوئے الفاظ کو چُھوتیں تو وہ خوشی سے پاگل ہو جاتی اور اپنی مس کو بے تحاشا چُومنے لگتی۔ جب مس نے اسے اپنی بریل سلیٹ دی تو ننھی ہیلن نے فوراً الفاظ لکھنا شروع کر دیئے حالانکہ اُسے یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ ایک لفظ ہوتا کیا ہے۔

تین مہینوں کے اندر اندر ہیلن چار سو نئے الفاظ اور بہت سے محاورات سیکھ چکی تھی۔ مس نے

اُسے چھوٹے چھوٹے دانوں سے گنتی بھی سکھانی شروع کر دی تھی اور اب وہ جمع تفریق بھی سیکھ رہی تھی۔ اُس کی لکھائی بھی خوبصورت ہوتی جا رہی تھی اور پھر ایک مہینہ بعد اُس نے اپنی ایک رشتہ دار کو بالکل صحیح اور آسانی سے پڑھا جا سکنے والا ایک خط بھی لکھا۔

جب ہیلن آٹھ سال کی ہو گئی تو مس سولیوان اُسے پرکن انسٹی ٹیوشن میں لے آئیں جہاں ایک بالکل نئی دُنیا اس کے لئے کُھل گئی۔ بریل میں لکھی ہوئی بہت سی کتابیں اُسے پڑھنے کو ملیں۔ اِس زبان کو سمجھنے والے اَور بہت سے ساتھی اُسے مل گئے اور جلد ہی اُس نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ اُس نے حساب، جغرافیہ، سائنس اور بیالوجی جیسے مضامین پڑھے اور یہ مضامین ہیلن کے ذہن کی نشوونما میں بہت مفید ثابت ہوئے۔

سالہا سال کی محنت کے بعد اُس نے ہونٹوں کی زبان سمجھنے کی مہارت حاصل کر لی لیکن کانوں سے سُن کر نہیں بلکہ ہاتھوں سے محسوس کر کے، وہ اپنی درمیانی اُنگلی کو دوسرے شخص کی ناک پر، شہادت کی اُنگلی کو اُس کے ہونٹوں پر اور انگوٹھے کو اُس کے گلے پر رکھ کر دوسرے کی ہر بات سُن سکتی تھی بشرطیکہ صاف زبان میں بات کی جا رہی ہو۔ ایسی ہی باتوں کے ذریعہ امریکہ کے صدر روز ویلٹ اُسے بہت آئیڈیل انسان لگے۔ مارک ٹوین کے لطیفوں اور چٹکلوں سے وہ خوب محظوظ ہوئی۔ ایک گلوکار نے اپنی بانہیں اُس کی کمر کے گرد ڈال کر اسے گانا سُنایا۔ ایک موسیقار نے اُسے موسیقی سُنائی جبکہ ہیلن نے اپنی اُنگلیاں بڑے آرام سے اُس کے وائلن پر رکھی ہوئی تھیں۔

نیا قدم اب کالج جانے کا تھا اور ہیلن اس کیلئے ذہنی طور پر بالکل تیار تھی۔ وہ کیمبرج میں داخل ہو گئی۔ کلاس میں مس سولیوان ہمیشہ اُس کے ساتھ بیٹھتیں اور تمام لیکچر اُس کی زبان میں سمجھاتی رہتیں۔

۱۹۰۰ء میں اُس نے اپنا نام ریڈکلف میں درج کروا لیا اور یوں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والی وہ پہلی خاتون تھی جو تین طرح سے معذور تھی لیکن کالج اُس کے لئے بہت خوش آئند ثابت نہ ہوا۔ اُس نے اچھے نتائج تو ظاہر کئے لیکن اُسے وقت کی کمی بڑی شدّت سے محسوس ہوئی۔ وہ لیکچرز کے دَوران نوٹس نہیں لے سکتی تھی کیونکہ اس کے ہاتھ مس سولیوَن سے سبق سُننے میں مصروف ہوتے تھے۔ گھر جا کر جو کچھ اُسے یاد رہتا وہی وہ تھوڑا بہت لکھ لیتی۔ امتحانات سے وہ بہت ڈرا کرتی۔ لیکن بہر حال اُس نے کالج سے بہت کچھ حاصل کیا باقی کمی اُس نے بریل کی اُن کتابوں سے پوری کر لی جنہیں وہ اُس وقت تک پڑھتی رہتی جب تک اُس کی اُنگلیوں میں سکت رہتی بلکہ بعض اوقات تو اُنگلیاں چِھد جاتیں اور اُن میں سے خون رِسنے لگتا۔

ہیلن کیلر ۱۹۰۴ء میں امتحان پاس کر کے انگریزی میں گریجویٹ ہو گئی۔ اُس وقت اُس کی عمر ۲۴ سال تھی۔ اخبارات و رسائل اور مختلف جرائد تو پہلے ہی سے اُس سے مضامین اور آرٹیکل وغیرہ لینے کے لئے بے تاب تھے مگر اب اُسے بہت سے اجلاسات اور سیمینارز میں لیکچر دینے کے لئے بھی مدعو کیا جانے لگا۔

لیکچر دینے سے پہلے موسیقی کے ایک ماہر سے
اُس نے خاص سبق پڑھے۔ اس دوران اکثر اوقات اُسکی
آواز اُس کے قابو میں نہ رہتی اور یا تو بہت زیادہ بلند
ہوجاتی یا انتہائی دھیمی۔ بہر حال ۱۹۱۳ء میں اُس نے
اپنی پہلی پبلک تقریر کی۔ ہیلن کیلر کہتی ہے کہ اُس کا ذہن
منجمد ہوگیا۔ اُس نے گڑگڑا کر دعا کی۔ الفاظ اُس کے
ہونٹوں تک آتے تھے لیکن وہ کسی کو بھی ادا نہ کرسکتی
تھی۔ آخرکار اُس نے پوری طاقت صَرف کر کے صرف
ایک آواز نکالی جو اُسے توپ چلنے کی طرح کی محسوس
ہوئی لیکن بعد میں اُسے بتایا گیا کہ وہ تو صرف ہلکی سی
ایک سرگوشی تھی لیکن پھر اس کے بعد ہیلن کیلر اور
اُس کی اُستاد نے کئی مرتبہ لوگوں کے سامنے تقاریر
کیں۔ مس سولیوں بتاتیں کہ کس طرح انہوں نے ننھی
ہیلن کو پڑھایا تھا اور پھر شاگرد لوگوں سے مخاطب ہوتی
اور کہتی کہ اب میں گونگی نہیں ہوں۔

ہیلن کیلر اب تمام دُنیا میں پہچانی جاتی ہے۔ اُسکی
کتابوں کے کئی زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں۔ نابیناؤں
کی لکھائی بریل میں بھی یہ کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ سنہ ۱۹۳۰ء میں
اس نے دُنیا کے بیشتر ممالک کا دورہ کیا۔ وہ ہمیشہ نابیناؤں
سے باتیں کرتی انہیں حوصلہ دلاتی اور ان کی مالی مدد بھی
کرتی۔ دوسری طرف مس سولیون کی صحت گر رہی تھی۔ وہ
مکمل اندھی ہوگئی تھیں۔ وہ زیادہ دیر ہیلن کے ساتھ نہ
رہ سکیں اور ۱۹۳۶ء میں وفات پاگئیں۔ اسی سال امریکہ
کے صدر روزویلٹ نے مس سولیون اور ہیلن کیلر کیلئے
ایک خصوصی تمغے کا اعلان بھی کیا۔

ہیلن کیلر نے اپنی آخری زندگی WEST PORT
کے نزدیک اپنے آبائی قصبے ہی میں گزاری۔ گھر میں اُسکے
کمرے میں ہر طرف بریل کتب کے ڈھیر لگے ہوتے تھے۔
دن ہو یا رات، روشنی ہو یا اندھیرا وہ دوسرے نابیناؤں
کی طرح حسبِ خواہش پڑھا کرتی تھی کیونکہ اس کے لئے
دن اور رات میں کوئی فرق نہ تھا۔ ہیلن کیلر بہت مذہبی
خاتون تھی جب وہ گوشۂ تنہائی میں بیٹھتی تو اُس کا یقین
اور اعتقاد ہی اُسے زندہ رکھتا تھا کہ "میں اگلے جہان کی
منتظر ہوں جہاں تمام جسمانی معذوریاں ایک قیدی کی
ہتھکڑیوں کی طرح الگ ہو جائیں گی اور جہاں دوبارہ میں
اپنی محبوب مس کو پا سکوں گی"۔

یقیناً عظیم ہیلن کیلر اِن خواہشات کو پورا ہوتے
ہوئے دیکھ رہی ہو گی کیونکہ یکم جون ۱۹۶۸ء کو وہ اِس
دُنیائے فانی سے کُوچ کر گئی تھی۔

سفر نامہ

نیویارک کی سیر

جناب آفتاب احمد بسمل ــــ کراچی

نیویارک امریکہ کا سب سے بڑا شہر اور صنعتی اور کاروباری مرکز ہے اس کے علاوہ ثقافتی سرگرمیوں اور فیشن پریڈز کی بھی سارا سال گہما گہمی رہتی ہے یہ شہر ریاست نیویارک کے جنوب مشرقی حصّے میں دریائے ہڈسن کے دہانے پر واقع ہے۔ یہاں سے امریکہ کا دارالحکومت واشنگٹن ڈی سی ۲۳۰ میل جنوب میں ہے۔ نیویارک کی تاریخ بڑی دلچسپ ہے۔ سترہویں صدی عیسوی کی ابتدا میں ہنری ہڈسن نے یہ جگہ دریافت کی دریائے ہڈسن کا نام اسی شخص سے وابستہ ہے مشہور ہے کہ ۱۶۲۶ء میں ایک ولندیزی پیٹر منٹ نے دنیا کا ایک عجیب وغریب سودا کیا جو راجہ گلاب سنگھ کے کشمیر کے سودے سے بھی زیادہ مضحکہ خیز تھا۔ اُس نے مقامی باشندوں سے مین ہٹن کا جزیرہ چند نقلی زیورات اور چمکدار کھلونوں کے عوض جنکی مالیت بمشکل ۲۴ ڈالر ہوگی خرید لیا۔ ڈچ ویسٹ انڈیا کمپنی نے اس جگہ جو نوآبادی قائم کی اُس کا نام انہوں نے نیو ایمسٹرڈم رکھا یہ جگہ چونکہ بہت اچھی بندرگاہ تھی اس لئے اس نے بہت جلد ترقی کی اور خوشحال ہوگئی۔

نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کی للچائی ہوئی نظریں اس پر پڑنے لگیں اور ۱۶۶۴ء میں انگریزوں نے اس پر اپنا حق جتا کر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے اپنے شہزادے ڈیوک آف یارک کی نسبت اس کا نام نیویارک رکھا۔ ولندیزیوں کی اشک شوئی کیلئے انگریزوں نے انہیں سرینام کا علاقہ دیدیا جہاں وہ اپنی نوآبادی بسانے کی کوشش کر رہے تھے اس کے کچھ عرصے بعد انگریزوں اور ولندیزیوں کے درمیان پھر جنگ چھڑ گئی اور ۱۶۷۳ء میں ولندیزیوں کے بحری بیڑے نے اس جگہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا اور اس کا نام فورٹ اورینج رکھ دیا۔ ۱۶۷۴ء میں جنگ کے خاتمے پر یہ شہر پھر انگریزوں کے قبضے میں آگیا۔ برطانوی تسلط کے دوران اس شہر نے خوب ترقی کی۔ امریکہ کی جنگ آزادی کے دوران بھی نیویارک پر برطانیہ ہی کا قبضہ رہا لیکن آخر کار جب جارج واشنگٹن نے نئی مملکت ریاستہائے متحدہ امریکہ کے پہلے صدر کا عہدہ سنبھالا تو نیویارک بھی نئی حکومت کے تسلط میں آگیا۔ اسکے بعد نیویارک نے ترقی کی منازل اس تیزی سے طے کیں کہ یہ جلد ہی دنیا کی عظیم ترین

بندرگاہ بن گیا۔ نیویارک بڑا بوقلموں شہر ہے اور غالباً دنیا کی ہر قوم کے افراد یہاں پائے جاتے ہیں۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ نیویارک کے مقامی لوگ جو یہاں پیدا ہوئے باہر سے آکر آباد ہونیوالوں کے مقابلے میں اقلیت میں ہیں۔ مین ہٹن کا جزیرہ بہت گنجان آباد ہے ٹریفک بہت زیادہ ہے ہر طرف انسانوں کا سیلاب نظر آتا ہے قدم قدم پر ریستوران اور ہوٹل ہیں اور ڈیپارٹمنٹل سٹورز کا تو کوئی شمار نہیں۔

نیویارک کا عظیم شہر پانچ بڑے علاقوں میں منقسم ہے۔ مین ہٹن، برانکس، بروکلین کوئینز اور رچمنڈ۔ ان میں سے اوّل الذکر دو تو بڑے جزیرے مین ہٹن ہی کے علاقے ہیں دوسرے دو لانگ آئی لینڈ میں ہیں اور آخر الذکر سٹیٹن آئی لینڈ پر واقع ہے۔ نیویارک میں کام کرنے والے لاکھوں افراد۔ نیوجرسی، ویسٹ چیسٹر کاؤنٹی، لانگ آئی لینڈ اور کنکٹیکٹ میں رہائش پذیر ہیں چونکہ مرکزی کاروباری علاقہ مین ہٹن ایک جزیرہ ہے اس لئے آپ نواحی علاقوں سے جب بھی آئیں آپ کو کسی نہ کسی پل یا سرنگ سے ضرور گزرنا پڑتا ہے یا پھر جہاز نما فیری کشتی سے سفر کریں زیر زمین ریل گاڑی "سب وے" بھی آمدورفت کیلئے بہت موزوں ہے۔ نیویارک آکر رہنے والوں یا کام کی تلاش کرنیوالوں کا ایک تانتا بندھا رہتا ہے۔ ہمارے پاکستان میں جسطرح کراچی میں ملک کی اطراف سے لوگ پہنچتے ہیں کام یا روزگار کی تلاش میں اسی طرح نیویارک میں ساری دنیا سے لوگ آتے ہیں۔

نیویارک کی موجودہ آبادی تقریباً سوا کروڑ اور رقبہ تقریباً ۳۶۵ مربع میل ہے۔ رچمنڈ کے سوا تقریباً ہر علاقہ بے حد گنجان آباد ہے۔

ہم نے نیویارک کے بہت سے مقامات کی سیر کی قابلِ دید مقامات میں جنوبی سرے سے اگر شروع کریں تو مشہورِ زمانہ وال سٹریٹ کا علاقہ ہے جہاں مالیاتی اداروں۔ سٹاک ایکسچینج۔ بنکوں اور انشورنس کمپنیوں کے دفاتر ہیں۔ کینال سٹریٹ سے شمال کی جانب کاروباری مراکز ہیں ۳۴ ویں سٹریٹ سے ۴۰ ویں سٹریٹ تک ملبوسات تیار کرنے والوں کے بڑے بڑے ڈیپارٹمنٹل سٹور ہیں جو مشہور و معروف براڈوے اور انگلش ایونیو کا درمیانی علاقہ ہے۔ ۳۴ ویں سٹریٹ سے ۵۹ ویں سٹریٹ تک بڑی بڑی دکانیں ہیں۔ ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ اور دنیا کا سب سے بڑا ڈیپارٹمنٹل سٹور "میسی" اسی جگہ واقع ہیں۔

ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ ففتھ ایونیو اور ۳۴ ویں سٹریٹ کے سنگم پر واقع ہے۔ بلڈنگ کیا ہے پورا شہر ہے　۱۶ ہزار آدمی اس بلڈنگ میں کام کرتے ہیں۔ سینکڑوں کاروباری اداروں کے دفاتر ہیں دکانیں ہیں بینک ہیں پوسٹ آفس ہے آرٹ سٹوڈیوز ہیں روزانہ کوئی تیس ہزار

آدمی دنیا کے کونے کونے سے اس عمارت کو دیکھنے آتے ہیں یہ عمارت بجا طور پر دنیا کا آٹھواں عجوبہ کہلاتی ہے۔ سات عجائبات قدیم دنیا کے مشہور ہیں جنمیں اہرام مصر، بابل کے معلق باغات، تاج محل وغیرہ شامل ہیں لیکن یہ عمارت اپنا الگ مقام رکھتی ہے ۱۰۲ منزلہ یہ عمارت جس کی بلندی ¼ میل سے زائد ہے پچھلے ۵۰ سال سے ساری دنیا کے لئے انتہائی کشش لئے ہوئے آسمان سے باتیں کر رہی ہے پہلے ایک لفٹ نے ہمیں سیدھا ۸۶ ویں منزل پر پہنچایا جہاں سے سارا نیویارک تاحد نظر پھیلا ہوا دکھائی دیا اور بڑی بڑی فلک بوس عمارتیں قدموں میں پڑی نظر آئیں۔ اس منزل پر ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ کی سوغاتیں (سوونیئر) فروخت ہو رہی تھیں نقشے اور چارٹ لگے تھے اور دنیا بھر سے آئے ہوئے مختلف ملکوں رنگوں اور نسلوں کے ہر عمر کے بیشمار لوگ حیران و ششدر تماشہ دیکھ رہے تھے۔ اس منزل پر دوربینیں نصب ہیں جن میں ۲۵ سینٹ کا سکہ ڈالنے کے بعد آپ ادھر ادھر کی عمارتیں زیادہ قریب سے دیکھ سکتے ہیں جنوب کی طرف سٹیچو آف لبرٹی یعنی مجسمہ آزادی بھی خاصی دور مشعل والا ہاتھ اٹھائے دکھائی دیتا ہے ہم کوئی ایک گھنٹہ وہاں رکے اس کے بعد دوسری لفٹ کے ذریعہ وہاں سے مزید اوپر گئے ۸۶ ویں منزل ۱۰۵۰ فٹ بلند ہے اور وہاں سے باقی ۱۶ منزلیں ۲۰۰ فٹ مزید بلند ہیں اوپر گول سا کمرہ ہے جہاں گھوم پھر کر شیشوں میں سے چاروں طرف دیکھ سکتے ہیں۔ عمارت کی کل بلندی ۱۴۷۲ فٹ ہے جسمیں عمارت کی چوٹی پر لگا ہوا ٹی وی انٹینا بھی شامل ہے یہاں سے مجسمہ آزادی اور دیگر عمارتوں کا منظر اتنا ہوش ربا تھا کہ بیان سے باہر ہے ہم اوپر کی اس انتہائی منزل میں کوئی ۱۵ منٹ ٹھہرے اور پھر لفٹ کے ذریعہ دوبارہ ۸۶ ویں منزل پر واپس آئے۔ یہاں سے ہمیں نیچے جانا تھا سیاحوں کی ایک لمبی لائن لفٹ کے انتظار میں کھڑی تھی کوئی پندرہ بیس منٹ بعد نیچے پہنچے۔ وسیع و عریض ہال میں خوبصورت آئینے دیوار گیر تصاویر عجائبات عالم کے خاکے ایمپائر سٹیٹ بلڈنگ کی تاریخ اور تفاصیل اور بڑے بڑے سٹوروں کے شوروم عجب دلآویز منظر پیش کر رہے تھے وہاں سے رواں سیڑھیوں کے ذریعے مزید نیچے زیر زمین منزل میں گئے وہاں پر میوزیم اور دیگر دلچسپ مشاغل کا سامان تھا غرضیکہ چاروں طرف ایک طلسماتی عالم تھا اور اس شعر کا مصداق

ے ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

کوئی دو گھنٹے تک اس طلسم ہوشربا کو دیکھا اور پھر وہاں سے نیویارک کی گہما گہمی دیکھتے ہوئے ۴۲ ایونیو پر واقع اقوام متحدہ کے صدر دفاتر جا پہنچے یہ وہ جگہ ہے جہاں ساری دنیا کے ملکوں کے فیصلے ہوتے ہیں اور سپر پاورز اپنی طاقت آزماتی ہیں

بلند و بالا عمارت جسکی تصویریں ساری دنیا کے اخباروں میں چھپتی اور ٹیلی ویژن پر دکھائی جاتی ہیں ہماری آنکھوں کے سامنے تھی عمارت کے سامنے کی طرف تمام ممبر ملکوں کے رنگارنگ جھنڈے لہرا رہے تھے ان میں پاکستان کا سبز ہلالی پرچم بھی شامل تھا عمارت کے اندر گئے وہاں ایک کاؤنٹر پر "گائیڈڈ ٹور" کا انتظام تھا دو ڈالر فی کس اور بچوں کیلئے ایک ڈالر فیس داخلہ تھی۔ مختلف گروپوں کی صورت میں زائرین انتظار کر رہے تھے اور کوئی دس منٹ بعد ایک خاتون گائیڈ ہمیں عمارت کے اندرونی حصّے کی سیر کرانے لے چلیں اندر جا کر پہلے ہم دوسری منزل پر گئے جہاں سلامتی کونسل کا اجلاس ہو رہا تھا خاتون نے بتایا کہ سلامتی کونسل کے اجلاس کے دوران ہم اندر نہیں جا سکتے اس کونسل کے پانچ بانی اراکین ہیں یعنی امریکہ، برطانیہ، فرانس، روس اور چین جو کہ اس کے مستقل ممبر ہیں علاوہ ازیں اس کے دس غیر مستقل ممبر ہوتے ہیں جن کا انتخاب جغرافیائی حلقہ بندی کی بنیاد پر دو سال کیلئے ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہم ٹرسٹ شپ کونسل کے ہال میں گئے وہاں بھی اجلاس ہو رہا تھا اور نمیبیا کے مسئلے پر بحث جاری تھی ہمیں مہمانوں کی گیلری سے خاموشی کے ساتھ دیکھتے ہوئے گزرنے کی اجازت دی گئی وہاں سے نکلے تو سماجی اور اقتصادی کونسل کے اجلاس

والا ہال ملا۔ گائیڈ نے بتایا کہ اس کونسل کا اجلاس سال میں دو دفعہ ہوتا ہے ایک مرتبہ نیویارک میں اور ایک دفعہ جنیوا میں جو اقوام متحدہ کے پیش رو لیگ آف نیشنز یعنی جمعیت اقوام کا صدر دفتر تھا۔ اس کے بعد ہم جنرل اسمبلی کا ہال دیکھنے گئے اسکی تصویریں بھی اکثر اخباروں میں دیکھی تھیں بہت خوبصورت بلند و بالا اور وسیع و عریض ہال جس میں دو ہزار افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے آجکل اقوام متحدہ کے ممبروں کی تعداد ۱۵۷ ہے۔ ہم نے چشم تصوّر سے دیکھا کہ اسی ہال میں جنرل اسمبلی کے ۱۷ ویں اجلاس کی صدارت پاکستان کے مایہ ناز فرزند عالمی شہرت یافتہ مدبّر۔ قائد اعظم کے مقرر کردہ پہلے وزیر خارجہ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب نے ۱۹۶۲ء میں فرمائی تھی اور پہلی مرتبہ یہاں کلام الٰہی کی تلاوت سے اپنی تقریر کا آغاز کیا تھا۔ یہاں ہم نے کچھ تصویریں اتاریں۔ اس کے بعد گائیڈ نے ہمیں اقوام متحدہ کو دیئے گئے مختلف ملکوں کے تحائف دکھائے ان میں چاند کی سطح سے لایا ہوا پتھر کا ایک ٹکڑا تھا جو شیشے کے بکس میں رکھا تھا یہ امریکہ نے اقوام متحدہ کو دیا تھا اسی طرح روس کے پہلے خلائی جہاز سپٹنک کا ایک ماڈل رکھا تھا جو روس نے دیا تھا اس کے علاوہ چین ڈنمارک لبنان اور دوسرے ممالک کے تحائف رکھے تھے عمارت کی دوسری منزل پر

اقوام متحدہ کی سوغاتوں (سوونیئرز) کی فروخت کا انتظام تھا۔ ساری دنیا کے ملکوں کے لوگ یہاں نظر آئے اور مختلف زبانیں سننے میں آئیں۔ اقوام متحدہ کے سابق اور موجودہ سیکرٹری جنرل کی تصویریں بھی لگی تھیں پہلے سیکرٹری جنرل ٹریگولی بلجیئم کے باشندے تھے دوسرے واگ ہمرشولڈ ہالینڈ کے رہنے والے تھے تیسرے اوتھانٹ برما کے اور چوتھے کرٹ والڈ ہیئم آسٹریا کے باشندے تھے موجودہ سیکرٹری جنرل پاٹرے کوئیار پیرو کے رہنے والے ہیں۔ ہم وہاں کوئی ۱/۲ گھنٹہ ٹھہرے اور پھر وہاں سے نیویارک کے مرکزی علاقے کی سیر کرنے نکلے۔ قریب ہی ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی عمارت تھی جو آجکل دنیا کی بلند ترین عمارت ہے اس کے بعد واگ ہمرشولڈ سنٹر دیکھا پان امریکن والوں کی عمارت اور دوسری مشہور و معروف عمارتیں دیکھیں۔ میسی ڈیپارٹمنٹل سٹور جو دنیا کا سب سے بڑا اسٹور ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جس نے میسی نہیں دیکھا اس نے نیویارک نہیں دیکھا۔ مشہور زمانہ براڈوے کا علاقہ دیکھا۔ وال سٹریٹ میں گھومے ٹائم سکوئیر کی سیر کی اور پھر فیری سروس کے ذریعے مجسمۂ آزادی دیکھنے گئے مجسمۂ آزادی بھی ایک جزیرے پر نصب ہے اس لئے وہاں پہنچنے کیلئے جہاز نما کشتیاں استعمال کرنی پڑتی ہیں یہ بھی سیاحوں سے کچھا کھچ بھری ہوتی ہیں

ہم کوئی ۱۵ منٹ میں مجسمۂ آزادی والے جزیرے میں پہنچ گئے بہت خوبصورت منظر تھا لوگ خوب تصویریں اتار رہے تھے گو ہماری کشتی میں کوئی دو سو زائرین تھے جو دنیا کے مختلف ملکوں سے تعلق رکھتے تھے کوئی جاپانی کوئی چینی کوئی فرانسیسی کوئی ہسپانوی کوئی ہندوستانی ہم پاکستانی مختلف بولیاں کانوں میں رس گھول رہی تھیں لوگوں نے لباس بھی طرح طرح کے پہن رکھے تھے۔ پہلے ہم مجسمہ کی نچلی منزل میں گئے جہاں سوونیئر کی دکانیں تھیں اور مجسمہ آزادی کے متعلق مختلف خوبصورت تحفے فروخت کیلئے موجود تھے یہ مجسمہ فرانسیسی عوام نے تقریباً سو سال پہلے امریکی عوام کو آزادی کے تحفظ اور دنیا بھر کے عوام کیلئے آزادی کے گہوارہ کی علامت کے طور پر آزادی کی سوسالہ سالگرہ پر تحفے کے طور پر دیا تھا یہ ۱۵۱ فٹ ایک انچ بلند ہے ہم دوسری منزل تک سیڑھیاں چڑھکر گئے وہاں لفٹ لگی تھی جو ہمیں چھٹی منزل تک لے گئی جہاں سے اصل مجسمہ شروع ہوتا ہے یہ منزل بھی اتنی اونچی ہے کہ دور دور تک کی عمارتیں نظر آتی ہیں۔ یہاں سے مجسمہ کے اندر گول آہنی سیڑھیاں اوپر اس کے سر تک جاتی ہیں ان کے ذریعے گول چکر کاٹتے ہوئے ہم اوپر تک گئے کل ۱۷۷ سیڑھیاں تھیں جو بہت تنگ راستے سے اوپر جاتی تھیں۔ اوپر پہنچتے پہنچتے خاصے

تھک گئے۔ راستے میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر آرام کیلئے سیڑھیوں کے پہلو میں مختصر سی نشستیں بنی ہوئی تھیں جن پر بیٹھ کر کچھ دیر سستایا جاسکتا ہے۔ ایک ایک آدمی اوپر چڑھ سکتا ہے موٹے آدمی کیلئے ان تنگ سیڑھیوں سے گزرنا مشکل ہے۔ مجسمے کے سر پر بنی ہوئی کھڑکیوں سے بحر اوقیانوس دور تک نظر آتا ہے اور مین ہٹن کی عمارتیں بھی۔ پہلے مجسمے کے اٹھے ہوئے مشعل بردار ہاتھ میں بھی سیڑھیاں کھلی تھیں لیکن کچھ عرصے سے وہ بند کردی گئی ہیں مجسمے کے سر کے اندر کچھ دیر قیام کیا شیشے کی کھڑکی سے باہر جھانکا اس جانب مجسمے کا دوسرا ہاتھ تھا جس میں اس نے امریکہ کے اعلانِ آزادی کی علامت کے طور پر ایک کتاب پکڑ رکھی ہے اس پر ۴ جولائی ۱۸۷۶ء یعنی امریکہ کے سو سالہ جشنِ آزادی کی تاریخ کندہ ہے۔ اس کی تنصیب دس سال بعد یعنی ۱۸۸۶ء میں ہوئی تھی ہم نے وہاں بھی تصویریں اتاریں اور کوئی ایک گھنٹہ گزار کر دوسری طرف کی گول سیڑھیوں سے نیچے اترے مجسمے کے سر کے اندر ہم صرف پانچ منٹ ٹھہرے کیونکہ زیادہ آدمیوں کیلئے وہاں گنجائش نہیں ہے۔ واپسی پر لفٹ نے ہمیں وہاں اتارا جہاں امیگریشن میوزیم بنا ہوا ہے اسمیں امریکہ میں آکر آباد ہونیوالے ابتدائی لوگوں کی تاریخ تصویروں خاکوں اور ماڈلوں کے ذریعہ بتائی گئی ہے۔

بٹن دبانے سے ریکارڈ شدہ آواز میں امریکی نوآبادکاروں کی تاریخ بیان کی جاتی ہے۔ ایک دوسرا بٹن دبائیں تو امریکی آبادکاروں کے متعلق فلم چلنے لگتی ہے کہیں قد آدم بت بنے ہیں جہاں نوآبادکاروں کو ان کے پرانے بوسیدہ لباس میں دکھایا گیا۔ کوئی یورپ کے کسی ملک سے آیا کوئی کسی دوسرے ملک سے۔ ان کے ذریعے بتایا گیا ہے کہ یہ آبادکار کن حالات میں آئے کن مشکلات کا سامنا کیا اور کس طرح امریکہ کو آباد کیا۔ یہ وسیع و عریض میوزیم دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک جگہ مجسمے کا ہلکے سبز رنگ کا ڈھانچہ رکھا ہوا ہے قد آدم اس کے پیچھے کھڑے ہو کر چہرے کی جگہ بنے ہوئے خالی سوراخ سے گردن باہر نکالئے اور تصویر کھنچوائیے تو یوں لگے گا کہ آپ خود مجسمۂ آزادی ہیں گویا جسم مجسمے کا اور چہرہ آپکا اکثر مرد عورتیں اور بچے یہاں تصویر کھنچوا رہے تھے۔ ہم نے بھی یہاں کھڑے ہو کر تصویریں اتروائیں۔ بہت پرلطف مشغلہ تھا۔ مجسمۂ آزادی کی سیر کرنے کے بعد فیری میں بیٹھکر واپس مین ہٹن پہنچے اور مزید کچھ جگہیں دیکھیں۔

نیویارک اتنا بڑا اور رنگارنگ دلچسپیوں کا شہر ہے کہ اسے پوری طرح دیکھنے کیلئے کئی مہینے درکار ہیں بعض اور مقامات بھی دیکھے اور متعدد دوسرے شہروں کی بھی سیر کی لیکن باقی پھر کبھی سہی۔ یار زندہ صحبت باقی۔

گھاٹ گھاٹ

(جنابِ محمد رفیع رضا۔ ربوہ)

"فلاں نے فلاں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا"۔ اخبار پڑھنے والوں کے لئے یہ فقرہ نیا نہیں ہے۔ ایسی خبریں بڑے دُکھ بھرے انداز میں شائع کی جاتی ہیں۔ ہمارے نزدیک تو "موت کا گھاٹ" مرنے والے کیلئے زندگی کی قید سے نجات حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

خالق نے انسان کو زندگی کے گھاٹ اُتارا۔ ایک ابنِ آدم نے دوسرے ابنِ آدم کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اور یہ روایت اب تک دُہرائی جا رہی ہے۔

معلوم ہوا کہ زندگی اور موت کے گھاٹوں کے درمیان بھی کوئی فاصلہ ہے کیونکہ ایک گھاٹ سے دوسرے گھاٹ تک رسائی میں کچھ مدّت درکار ہے۔ ہم نے غور کیا تو اُردو کے ایک قدیم محاورے کی وجہ تسمیہ جان گئے۔ آپ نے سُنا ہوگا کہ "دھوبی کا کُتّا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا"۔ ہماری کیا مجال کہ کسی انسان کو کسی جانور سے تشبیہہ دیں! اور وہ بھی اتنے وفادار جانور سے!!

بہرحال "نہ گھر کا نہ گھاٹ کا" ہونے کے لئے انسان سے بہتر کوئی وجود نہیں کہ اس کا گھر تو سورگ میں تھا اور گھاٹ نرک میں! لیکن یہ دُنیائے ہست وبُود ہی اِس کی قیام گاہ ٹھہری!

ایک بات وضاحت طلب ہے کہ دھوبی کا کُتّا ہی کیوں "نہ گھر کا ہے نہ گھاٹ کا"؟ کوئی اور کُتّا مثلاً قصائی کا کُتّا، نائی کا کُتّا، شکاری کا کُتّا یا پھر کوئی کُتّے کا کُتّا کیوں نہ محاورے کی زد میں آیا؟

ایک شخص جو نہایت عالم و فاضل ہونے کا دعویٰ کرے اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اَرض و سماء، مثبت و منفی اور حیات و ممات کا عِلم رکھتا ہو۔ ایسے شخص کے لئے کہہ دیا جاتا ہے کہ اُس نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے۔ گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے کا دعویٰ کرنے والے ایک صاحب بلدیہ کے نام ایک درخواست لکھ رہے تھے پُوچھنے پر گویا ہوئے کہ "ہمارے پانی کے نل میں سے خالی آکسیجن نکل رہی ہے ہائیڈروجن ندارد ہے۔ جانے کس گھاٹ کا پانی پینے گئی ہے۔

آج کے زمانے میں یہ سہولت ہے کہ گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے کے لئے گھر سے باہر جانے کی چنداں ضرورت نہیں بلدیہ والے خود ہی کیڑوں اور مکھیوں سے مزیّن پانی سپلائی کر دیتے ہیں یا پھر گیجٹ کسی ٹوٹے پائپ کے رستے ہم تک پہنچ جاتا ہے۔ اِس طرح

ہر شخص ببانگِ دُہل یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اُس نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا ہے!

پُرانے زمانے کے گھاٹ تو قدرتی تھے لیکن جدید زمانے میں پانی کے مصنوعی گھاٹ بھی بنا لئے گئے ہیں جن میں پانی کا وافر ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔

کل ہمارے ایک دوست سکوٹر سمیت ایسے ہی ایک "جدید گھاٹ" میں (جسے "گٹر" کہا جاتا ہے) گرے ہوئے تھے۔

ہم نے اُنہیں مبارکباد دی کہ وہ اب گھاٹ گھاٹ کا پانی پینے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

خدا کے ایک برگزیدہ نے کہا تھا کہ "جس نے ایک انسان کو مارا تو اُس نے تمام انسانیت کو مار ڈالا"۔ ابنِ آدم نے موت کے گھاٹ اُتارنے کی رسم شروع کی تو گویا ابتداء ہی میں ساری انسانیت موت کے گھاٹ اُتر گئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہم اِس وقت کس گھاٹ پر ہیں؟

—●—

مُدیر کے نام

مکرمی و محترمی ایڈیٹر صاحب خالد ربوہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میرا یہ خط آپ کی خدمت میں پہلا خط ہے لیکن 'خالد' کا بہت عرصہ سے خریدار ہوں۔ رسالہ خالد واقعی صحیح طور پر مجلس خدام الاحمدیہ کا ترجمان ہے۔ ماہِ اپریل کا خالد موصول ہوا جزاک اللہ۔ رسالہ ملتے ہی اسی وقت لے کر بیٹھ گیا اور پڑھ کر ہی دم لیا۔ اِس ماہ کا رسالہ تو اپنے مقام کے لحاظ سے واقعی سب سے ممتاز ہے اور خصوصیت کا حامل ہے۔ رسالہ اتنا مؤثر ہے کہ پڑھنے کے بعد دل میں ایک خاص تبدیلی محسوس کرتا ہوں۔ اس میں جتنے بھی مضامین تھے نہایت ہی شاندار تھے اور ان کا اِنتخاب بھی بہت اعلیٰ ہے خاص کر جو قطعات بعض بعض صفحوں پر دیئے ہیں وہ نہایت ہی مؤثر اور TO THE POINT تھے پورا رسالہ موتیوں کی ایک لڑی کی طرح نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ رسالہ اَور ترقی کرے اور پیاسی رُوحوں کی پیاس بُجھانے کا موجب ہو۔

والسلام۔ خاکسار

مرزا شفقت محمود طاہر۔ سرگودھا

آگے قدم بڑھائے جا

اخبار مجالس

جلسہ ہائے یوم مصلح موعود:

مندرجہ ذیل مجالس نے جلسہ یوم مصلح موعود منایا اور رپورٹ ارسال کی: چک سکندر ضلع گجرات۔ گوٹھ مولوی عبدالسلام عمر (سندھ)۔ چنیوٹ۔ احمد نگر۔ چک 69/R.B گھسیٹ پورہ ضلع فیصل آباد۔ مجلس دارالذکر فیصل آباد۔ مجلس مالو کے بھلی ضلع سیالکوٹ۔ کوہاٹ۔ کھوسٹی۔ لانڈھی کورنگی کراچی۔ نبی سررو ڈ ضلع تھرپارکر۔ ڈرگ روڈ کراچی۔

پہلی سہ ماہی ۸۴-۱۹۸۳ء میں مثالی وقارِ عمل کرنیوالی مجالس

ضلع شیخوپورہ: قیادت ضلع۔ سانگلہ ہل۔ چک ۱۱۷۔ کوٹلی چھور۔ چک ریتاں۔ کوٹ احمد خاں۔ چک ۴۵۔ بیداد پور۔ مریدکے۔ پٹیالہ دوست محمد۔ ڈھابال سنگھ۔ ۷۹ نواں کوٹ۔ ہوڑو۔ شیخوپورہ شہر۔ چک ۱/۶۳۔ نارنگ منڈی۔ کرتو۔ جھنگڑ حاکم والا۔

ضلع سیالکوٹ: چونڈہ۔ کھیوہ باجوہ۔ داتہ زیدکا۔ بدوملہی۔

ضلع کراچی: سٹیل ٹاؤن۔ اورنگی ٹاؤن۔ ڈرگ روڈ۔ ناظم آباد۔ لانڈھی کورنگی۔ مارٹن روڈ۔ گلشن اقبال۔ صدر کراچی۔ عزیز آباد۔

ضلع حیدرآباد: بشیر آباد۔ لطیف آباد۔ مبارک آباد۔

ضلع لاہور: مغلپورہ۔ بھمہ۔ باٹا پور۔ وحدت کالونی۔

ضلع قصور: قصور شہر۔ جوڑا۔ پتوکی۔

ضلع سرگودھا: چک ۸۸ شمالی۔ چک منگلا۔

ضلع ملتان: چھاؤنی۔ کھاد فیکٹری۔ گلگشت کالونی۔

ضلع فیصل آباد: دارالذکر۔ چک ۴۴۶ ٹھٹھہ کالو۔

ضلع تھرپارکر: کنری۔ ناصر آباد فارم۔ محمد آباد اسٹیٹ۔

ضلع خیرپور: جمال پور۔ کرونڈی۔ گوٹھ مولوی عبدالسلام عمر۔

متفرق: چک ۱۶۶/P گاگڑی ضلع رحیم یار خاں۔ بہاولپور شہر۔ خوشاب شہر۔ اوکاڑہ شہر۔ چک ۱۶۶ مراد ضلع بہاولنگر۔ کھاریاں شہر۔ شیخ پور ضلع گجرات۔ ڈیرہ غازی خاں شہر۔ گوجرہ ضلع ٹوبہ۔ راولپنڈی صدر۔ مدرسہ چٹھہ ضلع گوجرانوالہ۔ احمد نگر ضلع جھنگ۔ واہ کینٹ راولپنڈی۔ کوٹ احمدیاں ضلع بدین۔ گرمولا ورکاں ضلع گوجرانوالہ۔

عمومی کارکردگی

نبی سررو ڈ ضلع تھرپارکر: ماہِ فروری میں اس مجلس نے ایک ہفتہ اصلاح منایا۔ ایک پکنک اور سائیکل ریس کا انعقاد کیا اور کُلُوا جَمِیعًا اور ایک مثالی وقارِ عمل کیا۔

مغلپورہ لاہور: مورخہ ۱۷۔ فروری کو بزمِ حسن بیان کے تحت ایک تقریری مقابلہ بعنوان "پیشگوئی مصلح موعود" کا انعقاد کیا گیا جس میں سات خدام نے حصہ لیا۔

لانڈھی کورنگی کراچی: مورخہ ۲۵۔ فروری تا ۲ مارچ ہفتہ تربیت منایا گیا۔ چالیس خدام سے رابطہ قائم کیا گیا۔ اور نماز باجماعت، نمازِ تہجد اور دعاؤں کی طرف توجہ دلائی

گئی۔

جھنگڑ حاکم والا ضلع شیخوپورہ: مورخہ ۷ مارچ کو ایک جلسہ عام منعقد کیا جو ۴۵ منٹ تک جاری رہا۔

چونڈہ: مورخہ ۱۲ مارچ کو ایک اجلاس عام منعقد ہوا جس میں ۲۸ خدام نے شرکت کی۔

احمد نگر ضلع جھنگ: ۶ مارچ ۸۴ء کو ایک جلسہ عام منایا گیا جس میں سو فیصد خدام و اطفال حاضر تھے اور مختلف علماء نے تقاریر کیں۔

دارالذکر فیصل آباد: ۱۶ مارچ کو ایک مجلس مذاکرہ کا انعقاد کیا جس میں ۴۸ مہمان اور ۶۶ احمدی احباب نے شرکت کی۔ اس مجلس مذاکرہ کے لئے مرکز سے مکرم مولانا دوست محمد صاحب تشریف لے گئے تھے۔ نیز ۲۲ فروری تا ۲۸ فروری ہفتہ شجر کاری منایا گیا جس میں مختلف پودے اور قلمیں لگائی گئیں۔

چنیوٹ: ہفت روزہ تربیتی کلاس منعقد کی گئی جس میں ۱۵ خدام اور ۵ اطفال نے شرکت کی۔

جن دوستوں کا چندہ ختم ہے اُن سے درخواست ہے کہ وہ بذریعہ منی آرڈر یا دستی چندہ بھجوا کر ممنون فرمائیں وی پی نہ منگوائیں کیونکہ وی پی پر چھ روپے زائد خرچ آتے ہیں۔ (مینیجر ماہنامہ خالد و تشحیذ الاذہان۔ ربوہ)

ڈیرہ غازی خان

۲۳ مارچ کو شجر کاری مہم کا آغاز کیا گیا۔ ۳۲ خدام نے حصّہ لیا اور ۹۰ پودے لگائے گئے۔

چونڈہ ضلع سیالکوٹ

۳۰ مارچ کو ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں ۲۸ خدام نے شرکت کی۔

دارالذکر فیصل آباد

۴ اپریل کو ایک تعلیمی سیمینار کا انعقاد ہوا۔ جس میں ۶۵ خدام، ۲۹ اطفال اور ۱۵ انصار نے شرکت کی۔

کھاد فیکٹری ملتان

۵ اپریل کو یک روزہ تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔

چونڈہ ضلع سیالکوٹ

ماہِ اپریل میں مجلس ہٰذا نے جامعہ احمدیہ کے غیر ملکی طلباء کو فٹ بال میچ کی دعوت دی۔ یہ میچ بڑا دلچسپ رہا۔ دُور دراز سے لوگ میچ دیکھنے کے لئے آئے۔

جلسہ ہائے یوم حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ

ڈیرہ غازی خان، دارالذکر فیصل آباد، پسرور، ڈرگ روڈ کراچی، چک سکندر ضلع گجرات، کھاریاں، چنیوٹ، چک ۱۶۶ مراد ضلع بہاولنگر، قمر آباد ضلع نواب شاہ، چک ۱۸۴/۷-آر ضلع بہاولنگر، کوٹ مومن ضلع سرگودہا۔ حلقہ غازی آباد (مغلپورہ۔ لاہور)۔

دانائے مشرق کے اقوال

از حکایاتِ سعدی (مترجم) مطبوعہ شعاع ادب۔ لاہور

- جو آدمی اچھے وقتوں میں بھلائی نہیں کرتا وہ بُرے وقتوں میں دکھ اٹھاتا ہے۔
- لوگوں کو ستانے والے سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہے اس لئے کہ مصیبت کے وقت اس کا کوئی دوست نہیں ہے۔
- بہت سے کام صبر سے نکلتے ہیں اور جلد باز منہ کے بل گرتا ہے۔
- اگر کسی چارپائے پر چند کتابیں لدی ہوں تو وہ نہ محقق ہو جاتا ہے اور نہ دانشمند۔
- جس نے علم حاصل کیا اور عمل نہ کیا وہ اس آدمی کی مانند ہے جس نے ہل چلایا اور بیج نہ بکھیرا۔
- مشک وہ ہے جو اپنی خوشبو سے اپنا پتہ خود دے نہ کہ عطّار بتائے کہ یہ مشک ہے۔
- جو بزرگوں سے لڑتا ہے وہ خود اپنا خون گراتا ہے۔
- شاہی خلعت اگرچہ قیمتی ہے لیکن اپنا پرانا لباس اس سے زیادہ باعزت ہے اور بڑوں کا دسترخوان اگرچہ لذیذ ہے مگر اپنی جھولی کے ٹکڑے اس سے زیادہ مزیدار ہیں۔
- نیک انجام فقیر بدانجام بادشاہ سے بہتر ہے۔
- برائی کا بدلہ برائی سے دینا آسان ہے اگر تو جوانمرد ہے تو برائی کا بدلہ احسان سے دے۔
- بادشاہوں کو وہی شخص نصیحت کر سکتا ہے جس کو نہ سر کا خوف ہو نہ زر کی تمنّا۔
- جو کمزوروں پر رحم نہیں کرتا وہ زبردستوں کے ظلم میں پھنستا ہے۔
- جو شخص اپنی تعریف پر خوش ہوتا ہے اور خوشامد پسند کرتا ہے پرلے درجے کا بیوقوف ہے۔

آخری صفحہ

ایک پیاسے کا دیوار کی اینٹیں اکھیڑ کر نہر میں پھینکنا

ایک نہر کے کنارے بلند دیوار بنی ہوئی تھی اس پر ایک خستہ حال پیاسا بیٹھا ہوا تھا۔ پیاس کی شدت سے اس کی جان لبوں پر آئی ہوئی تھی لیکن نہر کے پانی اور اس کے درمیان یہ اونچی دیوار حائل تھی۔ اپنی بدنصیبی پر زار زار روتا تھا اور پانی کو دیکھ دیکھ کر ترس رہا تھا اچانک اس نے دیوار سے ایک اینٹ اکھاڑی اور پانی میں پھینک دی اس سے جو آواز پیدا ہوئی پیاسے نے اس سے بڑی فرحت محسوس کی۔ اب اس نے دیوار سے مسلسل اینٹیں اکھیڑ کر نہر میں پھینکنی شروع کر دیں۔ پانی اس کو زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ اے نیک بخت! بھلا مجھے اینٹیں مارنے سے تجھے کیا فائدہ؟ پیاسا بھی زبانِ حال سے اس کو جواب دے رہا تھا کہ مجھے اِس خشت زنی سے دو فائدے ہیں اِس لئے مَیں اِس کام سے باز نہیں آؤں گا۔ پہلا فائدہ تو یہ ہے کہ اینٹ پھینکنے سے پانی میں جو آواز پیدا ہوتی ہے وہ مجھ جیسے پیاسوں کے لئے غایت درجہ تسکین بخش ہے۔ یہ آواز تو اس آواز سے مشابہ ہے جو کسی محتاج کو دی جاتی ہے کہ آ کر زکوٰۃ لے لے یا اس سے جو کسی قیدی کو رہا کرنے کے لئے دی جاتی ہے۔ اِس سے مجھ کو ویسا ہی لطف ملتا ہے جیسا مجنوں کو لیلیٰ کی بات سُن کر۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جوں جوں دیوار سے اینٹیں اُکھڑتی جاتی ہیں مَیں اپنے مطلوب و مقصود اِس نہر کے صاف شفاف پانی کے قریب ہوتا جاتا ہوں۔ دیوار کی پستی پانی کے قُرب کا باعث بنتی جاتی ہے اور اس کی اینٹوں کے فصل (جدائی) ہی میں (پانی سے) وصل کا سامان پوشیدہ ہے۔

اے عزیز سجدہ بھی اینٹوں سے چنی ہوئی (اخلاقِ بد) کی دیوار کو اکھیڑ ڈالتا ہے۔ جب تک نفسِ امّارہ کی دیوار سر اٹھا کر کھڑی ہے وہ سجدہ ادا کرنے میں مانع رہے گی۔ انسان جب تک نفس پرستی کو ترک نہیں کرتا رضائے الٰہی سے جو ابدی زندگی کا موجب ہے محروم رہے گا۔

همیں غنیمت واں جوانی اے پسر
سر فرود آور بکن خشت و مدد

اے فرزند اِس جوانی کی عمر کو غنیمت سمجھ اللہ کے حضور میں جُھک جا اور نفسِ امّارہ کی دیوار کے ڈھیلوں اور اینٹوں کو اکھیڑ ڈال۔

پیش ازاں کایام پیری در رسد
گردنت بندد بِحَبلٍ مِّن مَّسَد

قبل اِس کے کہ بڑھاپے کے دن آ جائیں اور تیری گردن بٹی ہوئی رسّی میں جکڑی جائے یعنی ضعفِ پیری سے تُو کوئی عمل کمانے کے قابل نہ رہے۔

(حکایاتِ رومی (مترجم) مطبوعہ شعارِ ادب لاہور۔ صـ ۱۱۹ تا صـ ۱۲۱)

Monthly KHALID RABWAH

Regd. No. L5830

MAY 1984

اِک نہ اِک دِن پیش ہوگا تُو فنا کے سامنے ٭ چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دِن ٭ ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

مستقل رہنا ہے لازم اَے بشر تجھ کو سدا ٭ رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے تُو نہ یُوں مایُوس ہو ٭ مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پُوری کریں گے کیا تری عاجز بشر ٭ کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیئے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی ٭ سر جھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیئے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار ٭ ایک دِن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھُوٹ پھلتا ہے بھلا

قدر کیا پتّھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(منقول از اخبار "الفضل" ۱۳ر جنوری ۱۹۲۸ء)